لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنين — القرآن الحکیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ١١ | کلکتہ : یکشنبہ ٢٢ سپتمبر ١٩١٢ع | جلد ١

Calcutta: Sunday, September 22, 1912.

قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

آئندہ نمبـــر میں غازي انور پاشا کي دوسري رنگین تصویر مع مناظر جنگ کے شائع هوگي

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul-Kalam Azad.

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکته

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۱۱ — کلکته : یکشنبـه ۲۲ سپٹمبر ۱۹۱۲ع — جلد ۱

Calcutta: Sunday, September 22, 1912.

فہرست

شـذ رات	۲
صبح امیـد	۵
مقـالات (تمـدن کیلئے خطره)	۹
مراسلات (قومي صلاح کار - گمنـام مراسلة - مدرسۂ دیو بند - رسالۂ اتالیق -)	۱۱
ناموران طرابلس (احمد حلمي بک)	۱۵
کارزار طرابلس	۱۶

لـوحـۂ امـیـد

— * —

اس هفتے جب هم نے " صبح امید " کے عنوان سے لیڈر لکها ' تو خیال هوا که مستقل تصاویر کے سلسلے میں کوئي ایسي تصویر شائع کریں جسکا نظاره اس صبح امید کیلیے نسیم بشارت کا کام دے ' اور یه اشاعت هر حیثیت سے (صحیفۂ امید) کي مصداق ثابت هو -

(الهلال) جب هم نے شائع کیا ' تو ابتدا هي میں خیال هوا تها که اعلی حضرت (ملـک معظم) کي تصویر کسي نه کسي اشاعت میں شائع کریں ' لیکن عمده بلاک بغیر عمده عکسي تصویر کے بن نهیں سکتا تها - یه حسن اتفاق هے که اسي هفتے بلاک طیار هوگیا ' اور یه لوحۂ امید ناظرین کے سرور وانبساط کیلیے انکے سامنے هے -

هم نے ملـک معظم کي تصویر کو (لوحۂ امید) کہا ' اسلیے که وه گذشته سیاحت هند میں جو (پیغـام امید) هندوستان کو دے گئے هیں ' اس نے همیشه کیلیے انکي یاد کو ایک لوحۂ امید کي صورت میں پائدار کردیا هے - هندوستان کو یقین هے که جلد یا بدیر ' مگر اس پیغام امید کے بعد وه شاهد مقصود کو ضرور اپنے سامنے دیکهے گا - هم کو هندوستان کي گورنمنت اور اسکے ماتحت حکام سے خواه کتني هي شکایتیں هوں ' مگر دنیا کو یاد رکهنا چاهیے که اس پیغام بر امید کي محبت اور وفاداري سے کوئي دل خالي نهیں -

اس هفتے کي اشاعت کو ایک خاص مناسبت اس تصـویر کے ساتهه یه بهي هے که هم نے لیڈنـگ آرٹـکل میں مسلمانان هند کي ایک امید افزا حرکت کا ذکر کیا هے ' هم کو امید هے که (ملـک معظم) کا عهد امید جهاں هندوستان کے گذشته سیاسي انقلابات کے لحاظ سے یادگار رهے گا ' وهاں یه بهي هم کبهي نه بهولیں گے که انهیں کے سایۂ عاطفت میں هم نے برسوں کي غفلت کے بعد هشیاري کي کروٹ لي - اور ایک سچي مگر وفادارانه سیاسي تحریک کا هم میں آغاز هوا -

هم مسلمان هیں ' همارے سر صرف خدائے واحد و ذوالجلال کے آگے جهکتے هیں ' مگر همارے دل کے دروازے محبت اور وفاداري کیلیے کهلے هوے هیں -

---

گذشته اشاعت میں " تمدن خطرے میں " کے عنوان سے جو تحریر درج کي گئي تهي ' اسکا دوسرا ٹکڑا بهي آجکي اشاعت میں شائع کیا جاتا هے - امید هے که ناظرین نے اسے سرسري نظر کے حوالے نه کیا هو گا - اس مضمون میں یورپ کے ایک مستند اهل قلم نے موجوده تمدن کے جو عوارض و مهالک بیان کیے هیں ' وه موجوده دور کا في الحقیقت ایک فتنۂ عظیم هے -

اسکا ترجمه همارے لائق دوست مسٹر عبد المـاجد صاحب بي - اے - نے رساله (الندوه) لکهنؤ کیلیے کیا تها ' چونکه الندوه بند هوگیا هے (اور نهـایت افسـوس کے ساتهه یه کہنا پڑتا هے) اسلیے اسکے دفتـر سے یه ترجمه همارے پاس بهیجدیا گیا تها ' جسے نهایت خوشي کے ساتهه هم نے شائع کردیا -

---

لکھنؤ سے ایک گمنام مراسلت

* * *

لکھنؤ سے ایک صاحب نے مراسلت بھیجی ہے ' جو کسی دوسری جگہ درج کردی گئی ہے - اس مراسلت کے نیچے نام نہیں دیا گیا ہے' اسکے ساتھہ جو خط تھا ' اسمیں ایک شخص کا نام مع ایک بیرسٹر صاحب کی کوٹھی کے پتے کے درج ہے' مگر جانتاہوں کہ مراسلت کی گمنامی اور خط کی صراحت ' دونوں یکساں ھیں - پہلے تو خیال ہوا کہ جو شخص اپنے اندر اتنی جرأت بھی نہیں پاتا ' کہ علانیہ آکر مجھسے سوال کرے' وہ کسی طرح تخاطب کا اھل نہیں' لیکن پھر خیال ہوا کہ اس تحریر میں ایک سوال میرے ذاتی علم و جہل کی نسبت بھی ہے ' اور شاید میرا نفس اس پردے میں اپنی تنقیص و مذمت کے سوال کو ٹالنا چاھتا ھو' اسلئے باوجود اس افسوس کے کہ اسکی اشاعت اور جواب میں جسقدر صفحے صرف ہونگے' وہ کار آمد مضامین کیلیے ظلم ہوگا' اس تحریر کو شائع کرکے مجبوراً چند سطریں یہاں لکھدیتا ھوں - لیکن انسانی اخلاق کی بوالعجبی کی یہ کیسی عمدہ مثال ہے ! ایک شخص باوجود فقیر بے نوا ہونے کے ملک کے سب سے بڑے متمول ' بارسوخ' صاحب نفوذ و اقتدار' اور حکام رس گروہ کو علانیہ اسکی غلطیوں پر ٹوک رہا ھے' اپنے عقیدے اور بصیرت کے مطابق انکے جس خیال و عمل کو خلاف صواب سمجھتا ہے' سخت سے سخت الفاظ اور شدید سے شدید لب و لہجہ میں صاف صاف ظاہر کردیتا ہے ' اور اعلان حق کی راہ میں کسی دنیوی اثر اور انسانی طاقت کا اپنے اندر خوف نہیں پاتا - مگر اسکے مقابلے میں زمانے کا یہ حال ہے کہ اول تو سرگوشیوں اور گھر کی صحبتوں میں برا بھلا کہہ لینے کے سوا کوئی باہر نکلکر مشورہ و مبادلۂ خیالات سے غلطیوں کو سلجھانے کی سعی نہیں کرتا' اور اگر (بنغازی) کے اٹالین کیمپ سے گاہ گاہ آجانے والی صداے توپ کی طرح ' کبھی کوئی صدا اُٹھتی بھی ہے' تو اسکا یہ حال ہوتا ہے' کہ ایک شخص مسودہ لکھتا ہے' دوسرے سے صاف کرایا جاتا ہے ' تیسرا خط لکھتا ہے ' اور پھر اتنی جرأت بھی نہیں ہوتی کہ علانیہ اپنا نام ظاہر کریں !

خیال کن تو کجائی و ما کجا واعظ !

اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ میں جو کچھہ لکھتا ھوں ' قوم کے سب سے بڑے طبقے کے خلاف لکھتا ھوں - اسلیے انسانی کمزوری سے اپنے تئیں چھپا سکتا تھا' لیکن جو حضرات میری مخالفت میں قلم اٹھاتے ھیں' وہ تو گویا عام شاہراہ پر قدم اٹھاتے' اور ہر دل عزیزی کا ایک نیا استحقاق پیدا کرتے ھیں - انکے لیے چھپنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے ؟ کیا حق و صداقت کی طاقت بخشی اور گمراہی کے قدرتی تذلل و بے ہمتی کی یہ ایک کھلی نشانی نہیں ہے ؟ پھر کوئی آنکھہ ہے جو دیکھے ' اور دل ہے جو سونچے ! ان فی ذلک لذکری ' لمن کان لہ قلب' او القی السمع وھو شھید (۵۰ : ۳۷)

تاہم اپنے نقاب پوش دوست کا ان سوالات کیلیے بھی ممنون ھوں - ممکن ہے کہ ان سوالات سے کوئی مفید نتیجہ انکے پیش نظر ہو' اور جیسا کہ وہ کہتے ھیں - اسکا انکشاف قوم کو فائدہ پہنچاے' انکو اور الہلال کے تمام ناظرین کو بھولنا نہیں چاھیے کہ خلوص اور اور نیک نیتی کے ساتھہ عرض حال کرنے کی سعی کرتا ھوں ' عصمت اور غلطیوں سے پاک ہونے کا تو میں نے کبھی بھی دعوا نہیں کیا - وہ یقین فرمائیں کہ میں اپنی غلطیوں کو دکھلانے والے قلم کا نہایت بے چینی کے ساتھہ منتظر رھتا ھوں : کما یتمنی البارد الماء صائم

اب میں چند سطریں ہر سوال کے جواب میں دفعہ وار عرض کرکے دوسرے کاموں میں مشغول ہوتا ھوں -

(۱) یونیورسٹی کے مسئلے کو میں تو تعلیمی ھی سمجھتا ھوں لیکن آپکی لیگ اس سے متفق نہیں '. امرتسر میں جو رپورٹ سکریٹری صاحب نے پیش کی تھی ' اسکی تمہید میں لکھا تھا کہ " تعلیم سے بڑھکر اور کوئی پالیٹکس نہیں ہے - مسلمان گو ابتک پالیٹکس سے الگ رہے' مگر وہ تعلیم کے مسئلہ میں مصروف تھے ' اور یہ ایک نہایت دقیق اور غامض پولیٹکل مسئلہ ہے " اب آپ جس راے کو مفید مطلب دیکھیں ' اختیار فرمائیں -

(۲) مجھے معلوم نہیں کہ ہماری قوم کے " رہے سہے ماہرین فن " کی ' الحاق و عدم الحاق کی نسبت کیا راے ہے' اور نہ معلوم کرنے کی ضرورت ' آپ یونیورسٹی کے ان جھگڑوں کو مجھسے اسطرح پوچھہ رہے ھیں' گویا میں یونیورسٹی کے معاملات کا ذمہ دار ھوں ! میں نے ھی لوگوں کو یونیورسٹی کی طرف دعوت دی ہے ' لاکھوں روپیہ اسی وصول کیا ہے ' اور پھر میں نے ھی ۱۱ - اگست کو لکھنؤ میں مجلس منعقد کی ہے' اور عدم الحاق کی صورت میں یونیورسٹی کے لینے سے انکار کردیا ہے ! !

اگر آپکے اندر ان دقائق و رموز تعلیم کیلیے کوئی بے چینی ہے تو براہ کرم میرے وقت کو تو ضائع نہ کیجیے' سب سے پہلے اپنے مرشد کل اور ہادی سبل سے پوچھیے ' جو علانیہ الحاق کی تائید میں تار دیتے ھیں' پھر نواب وقار الملک ' راجہ صاحب محمودآباد ' میاں محمد شفیع اور سب سے بڑھکر " ہمدرد قوم " مسٹر محمد علی سے پوچھیے' جو الحاق کی تائید میں " مدلل اور معقول " تحریروں کا ایک سلسلہ قائم کیے ہوے ھیں' اور روزانہ پیپر چھاپ چھاپ کر اس مسئلے کی نسبت قوم میں ایک عام ایجی ٹیشن پھیلا رہے ھیں -

مجھے ان معاملات سے کیا تعلق ؟ میں تو ۱ - ستمبر کی اشاعت میں اپنی اصلی راے ظاہر کرچکا ھوں کہ الحاق اور عدم الحاق دیا معنی' سرے سے یونیورسٹی کے وجود ھی کو قابل بحث سمجھتا ھوں !

دھن کا ذکر کیا یاں سر ھی غائب ہے گریباں سے

میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ یونیورسٹی خواہ الحاقی ہو یا غیر الحاقی مسلم کے نام سے ہو' خواہ علی گڈہ کے ' جتنی قیمت میں لی جاتی ہے ' اتنی قیمت کی متاع کسی صورت میں نہیں :

فاش می گویم و از گفتۂ خود دلشادم

مجھکو تو بعض اوقات یونیورسٹی کمیٹی کی اس خوش قسمتی پر ہنسی آجاتی ہے کہ پریس کمیونک کی بے وقت اشاعت نے لوگوں کو الحاق و عدم الحاق کی بحث میں الجھادیا ' اور اصلی معاملات جو بمنزلۂ بنیاد کار ھیں ' اور جن پر اصلی شورش اور

چیتی ہوئی تھی - وہ اس شور و غوغا میں بالکل دب کر رهگئے -

پس یہ آپسے کس کمبخت نے کہا ہے کہ میں " یونیورسٹی الله آباد یونیورسٹی کے نمونے پر بنانا چاهتا هوں " ؟ میں تو بنانا هی نہیں چاهتا ' خواہ کسی نمونے پر هو - سر بٹلر کی چٹھی میں جتنی باتیں ظاهر کی گئی تهیں ' مجھے مہمل اور بے معنی نظر آئیں تو میں نے انکی رد میں چند سطریں لکھدیں - البتہ لوگوں کی عام خواهش یہی ہے ' اور میں بھی مسلمانوں کی ضروریات کے لحاظ سے ایک مقامی یونیورسٹی کو - جو زیادہ سے زیادہ دو تین هزار طلبا هی کو تعلیم دیسکے - کافی نہیں سمجھتا -

(۳) یہ سوال آپ لوگوں کے مذهب میں " ذاتیات " کی بحث ہے اور جائز نہیں ' مگر میرا یہ مذهب نہیں ' اسلیے جواب دیتا هوں - آپ پوچھتے هیں کہ مغرب و مشرق کے کن دار العلوموں میں میں نے ادنی یا اعلی تعلیم حاصل کی ہے ؟ گذارش ہے کہ الحمد لله کسی میں نہیں ' البتہ (رب المغربین و رب المشرقین) کی اُس درس گاہ سے فیضیاب هوں ' جس نے اپنی نسبت کہا ہے کہ :

قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین ' یهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ویخرجهم من الظلمات الی النور باذنه ویهدیهم الی صراط مستقیم (۵ : ۱۸)

بیشک الله کی طرف سے تمهارے پاس ایک نور علم و هدایت اور هر بات کو بیان کرنے والی کتاب آئی ہے - الله اُس سے سلامتی کے رستوں کی اس شخص کو هدایت کرتا ہے ' جو اُسکی رضامندی پر چلتا ہے ' اور ان کو اپنے حکم کے ذریعہ جہل و ضلالت کی تاریکی سے نکالکر علم کی روشنی بخشتا ہے اور (مختصر یہ ہے کہ) صراط مستقیم پر چلاتا ہے

اور جسکا معلم الہی وہ ہے کہ :

لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة ' وان کانوا من قبل لفي ضلال مبین (۳ : ۱۵۸)

بیشک الله تعالی نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ انهیں میں سے انکی طرف اپنا معلم (رسول) بھیجا ' جو انکو احکام الہی پڑھکر سناتا ہے اور انکے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے ' اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ' حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراهی میں گرفتار تھے -

جب سے اس درس گاہ الہی کا دروازہ مجھپر کھل گیا ہے ' تمام کاغذ کی سندیں دینے والے انسانی دار العلوموں سے بے نیاز هوگیا هوں :

راهے کہ خضر داشت ' ز سرچشمہ دور بود
لب تشنگی ز راہ دگر بردہ ایم ما

والحمد لله الذي هدانا لهذا ' وما کنا لنهتدي ' لولا ان هدانا الله (۷ : ۴۲)

رہا یونیورسٹی کے کلنڈروں کا مطالعہ ' تو مجھے تو قرآن هی پڑھنے کیلیے چھوڑ دیجیے ' میں نے یونیورسٹی کا کانسٹیٹوشن بنانے کا کام اپنے ذمے نہیں لیا ہے ' اور نہ مجھکو وایسراے کی کونسل میں اسکا ایکٹ پیش کرنا ہے ' کمیٹی کے ممبروں نیز عہدہ داروں سے پوچھیے کہ انهوں نے اس وقت تک کتنے کلنڈر ملاحظہ فرمائے هیں - جی چاهے ' تو مسٹر محمد علی سے بھی پوچھہ سکتے هیں ' جو کم سے کم اکسفورڈ یونیورسٹی کے کلنڈروں سے تو بے خبر نہونگے - فن تعلیم و تربیت کے مطالعے کی بھی مجھے کوئی ضرورت نہیں ' آپ حضرات نے اس فن کے علم و عمل کے جو نمونے پیش کردیے هیں ' وہ مطالعے کیلیے کافی هیں - میرے پاس تو اسلامی تربیت کی ایک کتاب موجود ہے ' اور اسکے سوا اور کچھہ نہیں جانتا -

(٤) بیشک میرا تو یہی اعتقاد ہے ' مگر میں جانتا هوں کہ آجکل جو لوگ تعلیم یافتہ ' اور جدید فنون تربیت و تعلیم کے امثال نمایاں هیں ' انکے لیے قرآن اور اسلام کے ذکر سے بڑھکر کوئی گالی نہیں ' جسکو سنتے هیں ' تو اکراہ و نفرت کے هیجان سے مضطرب هو جاتے هیں :

و اذا ذکر الله وحده اشمأزت قلوب الذین لا یومنون بالاخرة ' واذا ذکر الذین من دونه ' اذا هم یستبشرون (۳۹ : ۴۶)

اور جب خداے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے ' تو جن لوگوں کو حیات اُخروی پر ایمان کامل نہیں ' انکے دل نفرت کرنے لگتے هیں - اور جب خدا کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے ' تو یکایک ان میں خوشی پیدا هو جاتی ہے -

رهی آپکی یہ فرمایش کہ یونیورسٹی کے الحاقی اور عدم الحاقی هونے کی نسبت کوئی نص پیش کروں ' تو اسپر مجھے هندوستانی ضرب المثل کی ایک مشہور عقلمند قوم یاد آگئی ' جسکے ایک دانشمند ترین فرد نے قرآن سنانے والے واعظ سے فرمایش کی تھی کہ " میرے تانے بانے کا ذکر بھی قرآن میں دکھلا دیجیے " میرا نہیں ' بلکہ خود قرآن کریم کا یہ دعوی ہے کہ لا رطب ولا یابس الا في کتاب مبین - لیکن اگر آپنے اسکا یہی مطلب سمجھا ہے ' تو معاف کیجیے ' میں نے قرآن مجید کے انسانی اعمال و اعتقادات کیلیے ایک کامل تعلیم هونے کا ضرور دعوی کیا ہے ' مگر آپکے تانے بانے کی نسبت دعوا نہیں ہے - ممکن ہے کہ میں کوئی نہ کوئی استدلال اسکے لیے بھی پیش کردیتا ' مگر ڈرتا هوں کہ آپکی فرمایشوں کا دوسرا قدم اُٹھے گا تو کیا کرونگا ' کل کو آپ کہیں گے کہ یونیورسٹی کمیٹی کے تمام ممبروں اور عہدہ داروں کا نام قرآن سے نکالدیجیے ' پرسوں فرمایش هوگی کہ یونیورسٹی ایکٹ کی ایک ایک دفعہ کو نصوص قرانی سے منطبق کیجیے ' اور پھر اگر کہیں آپنے یہ فرمایش کردی کہ " میں بھی یونیورسٹی کے معاملات سے گہرا متعلق رکھنے والا هوں ' میرا اور میرے خاندان کے تمام ممبروں کا نام بھی قرآن سے ثابت کردیجیے " تو پھر تو مجھے واقعی تعلیم قرانی کی خدمت سے مستعفی هی هو جانا پڑے گا -

(۵) نہیں سمجھہ سکتا کہ اِس سے آپکا مطلب کیا ہے ؟ بیشک مولانا شبلی نعمانی کی خدمت میں مجھے برسوں سے نیاز حاصل ہے ' اور ارباب فضل و کمال کی صحبت هر حالت میں فوائد بخش ہے ' مگر الحمد لله کہ میں اپنی آرا و معتقدات میں کسی انسانی صحبت سے مستفید نہیں ' بلکہ صرف اس هادی حقیقی کی هدایت بخشیوں سے کامیاب فیضان هوں ' جسکی

توفیق کا نور مبین تاریکیوں میں مشعل راہ نما ' اور گمراھیوں میں دست ھدایت ھے :

الذي خلقني فهو يهدين ' و الذي هو يطعمني و يسقين ' و اذا مرضت فهو يشفين ' و الذي يميتني ثم يحيين ' و الذي اطمع ان يغفر لي خطيئتي يوم الدين (۲۲ : ۸۳)

وہ ' جس نے مجھکو پیدا کیا ' اور پھر ھدایت کی راھیں میرے آگے کھولدیں - وہ ' کہ میں بھوکا ھوتا ھوں تو مجھے کھلاتا ' اور پیاسا ھوتا ھوں تو پلاتا ھے - اور وہ ' کہ جب اپنی بداعمالیوں سے بیمار پڑتا ھوں ' تو اپنی رحمت سے شفا دیتا ھے - جو مجھکو موت کے بعد حیات بخشے گا ' اور جسکی رحمت سے اُمید رکھتاھوں کہ قیامت کے دن میری خطاؤں سے درگذر کریگا -

مسلمانوں کی گذشتہ یونیورسٹیوں کی وجہ تسمیہ کی نسبت بھی آپکا سوال نا قابل فہم ھے ' اور نہیں معلوم اس سوال سے کیا مقصد ھے ؟ اول تو یہ بھی صحیح نہیں کہ تمام یونیورسٹیاں شہرادر بانی کے نام سے مشہور ھوئیں ' اور بالفرض ھوئی بھی ھوں ' تو مشہور ھوجانا دوسری چیز ھے اور نام رکھنا دوسری بات - پھر کیا آپکا یہ ارادہ ھے کہ مجوزہ یونیورسٹی کو بھی " سرآغا خاں یونیورسٹی " کے لقب سے سرمایہ اندوز فخر کونین بنایا جاے ؟ اگر یہی مقصد ھے تو اسکے لیے اس تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں ' یہاں پہلے ھی سے سمجھ لیا گیا ھے کہ اسکا نام مسلم یونیورسٹی ھو خواہ اور کچھہ ' وہ بہر حال ویسی ھی مسلم یونیورسٹی ھوگی ' جیسا اس وقت علی گڈہ کا محمڈن کالج ھے - پس نفاق کی جگہ یقیناً اس راست بیانی میں زیادہ خوبی ھے کہ " مسلم " کی جگہ " آغا خاں " " یونیورسٹی " ھی اسکا اسم مبارک تجویز کیا جاے -

(٦) آپکو کیا معلوم ' یونیورسٹی کا ابھی غلغلہ بلند بھی نہیں ھوا تھا کہ میں انہیں اغراض و مقاصد سے ایک اخبار نکالنے کی فکر میں تھا ' کیونکہ جب تک ذاتی اخبار نہوتا ' ان خیالات کی اشاعت مشکل تھی - کوئی اخبار بھی اسے گوارا نہ کرتا کہ میرے مضامین شائع کرکے اپنے تئیں ارباب حل و عقد کی نظروں میں مبغوض بناے - لیکن اللہ کی مشیت نے مجھے مہلت نہ دی اور کئی سال اسمیں نکل گئے - میرے محب و محبوب دوست مسٹر محمد علی اور بیسیوں احباب کو اسکی خبر ھے - پس یونیورسٹی کے ھنگامے پر میں کوئی تحریر شائع نہ کرسکا ' اور اب الہلال نکلا تو اپنے خیالات ظاھر کرنے لگا -

یہ اصلی واقعہ ھے - رھا اُس تحریر کا وہ جملہ ' جسے آپنے نقل کیا ھے ' تو افسوس ھے کہ آپ عبارت کا محل اور موقعہ سمجھنے سے بے پروائی کرتے ھیں ' وھاں تو بطور الزامی حجت کے کہا گیا ھے کہ اگر کوئی آواز بلند بھی کی جاتی تو " لوگوں کو اس درجہ متوالا کردیا گیا تھا کہ اس طرح کی صداؤں سے کوئی ھشیاری پیدا نہیں ھوتی "

اور بالفرض اسے تسلیم بھی کرلیاجاے ' تو بھی نہیں معلوم کہ آپ کے استدلال کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ھے ؟ کیا اصلاح و ھدایت کو طبائع کی صلاحیت اور مستعدی کے وقت شروع کرنا ' اور اپنے قرار دادہ مصالح کی وجہ سے حق گوئی کی جگہ باطل پرستی کو اختیار کرنا دونوں ایک ھیں ؟ :

افمن كان على بينة من ربه كمن زين له سوء عمله و اتبعوا اهواءهم ؟ (۴۷ : ۱۶)

کیا وہ لوگ ' جو اپنے پروردگار کے بتلاے ھوے کھلے رستے پر ھیں ' اُن لوگوں کی طرح ھوسکتے ھیں ' جنکو اپنے اعمال بد میں خوبی نظر آتی ھے اور اپنے ھواے نفس پر چلتے ھیں ؟

یقین کیجیے کہ میں اظہار خیال میں کسی سہارے کا محتاج نہیں ' اگر تمام ملک و قوم میری راے کا مخالف ھو اور ایک انسان بھی ساتھہ نہ دے ' جب بھی توفیق الہی کی نصرت بخشیوں سے میں اپنے تئیں ایک مسلح فوج اور ایک پوری قوم سمجھتا ھوں -

آپ " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کو - کہ ایک اسلامی فرض ' اور قرآن کریم کے قائم کیے ھوے الفاظ ھیں - بغیر کسی تامل کے " مشتبہ الحقیقۃ " اور " مرعوب کن دعاوی " لکھتے ھیں ' اور اسطرح اصطلاحات قرآنیہ کا علانیہ استہزا کرتے ھیں - آپ میری نسبت جو جی چاھے لکھیں ' میں بخوشی سن لونگا ' لیکن شعائر الہیہ کے استہزا اور استخفاف کا کسی طرح متحمل نہیں ھو سکتا : و من یعظم شعائر اللہ ' فانہا من تقوی القلوب (۸ : ۳۳)

بھائی ! امر با لمعروف اور نہی عن المنکر پر کیا موقوف ھے - یہ تو بہت اونچے درجے کی باتیں ھیں ' اسلام کی جو عام اور روزانہ اعمال کی تعلیمات ھیں ' وہ بھی تم لوگوں کیلیے بے معنی اور " مشتبہ الحقیقۃ " ھیں ' اعتقاداً بھی اور عملا بھی :- کبرت کلمۃ تخرج من افواھہم ' ان یقولون الا کذبا (۱۶ : ۷۲)

غالباً آپ میری تحریرات میں جس " افراط ضلع گوئی و استعارات " کے شاکی ھیں ' اُس سے بھی جا بجا قران مجید کی آیات سے استشہاد ' اور اسکی تلمیحات مراد ھونگی ' ورنہ میرے مذاق تحریر کا تو یہ حال ھے کہ اگر چاھوں بھی ' تو ضلع گوئی پر قادر نہیں ھو سکتا -

آخر میں آپ سے بمنت التماس ھے کہ اگر خامہ فرسائی کا ارادہ ھے تو اسطرح کی لا حاصل بحثوں میں اوقات خراب نہ کیجیے ' یہ کونسا مفید طریق بحث ھے کہ جن چیزوںسے مجھے کوئی تعلق نہیں ' اور کبھی اُنکی نسبت کوئی دعوی نہیں کیا ' انکا سوال بیکار آپ مجھسے کرتے ھیں - کیا یہ بہتر نہوگا کہ آپ الہلال کے اصلی مباحث مذھبی و سیاسی پر نظر ڈالیں ' اور اونکی غلطیوں پر مجھکو متنبہ کرکے ایک صحیح خدمت ملی کی راہ قائم کرنے میں ساعی ھوں ؟

اور ھاں اگر آئندہ بھی آپکو اسی طرح شان تبرقع و نقاب آرائی میں آنا ھو تو اسکا خیال رھے ' کہ یہ جالی دار نقاب تو میری نظروںکو دھوکا دینے کیلیے کافی نہیں - اتقوا من فراسۃ المومن ' فانہ ینظر بنور اللہ - یہ بھی کوئی نقاب میں نقاب ھے کہ کہیے ' تو پیشانی کی چڑھی ھوئی شکنیں تک ایک ایک گن دوں ! پھر کبھی آئیے تو حریر و کمخواب کا کوئی نقاب ڈالکر آئیے ' زیب و زینت میں بھی افزایش ھو جاے گی ' اور پردا بھی ڈھنکا رھجاے گا -

[ناظرین سے معافی خواہ ھوں کہ کئی صفحے اس سوال و جواب میں غارت گئے ' لیکن اسمیں بھی چند مصلحتیں تھیں - اب آئندہ اشاعت سے تو قطعی ارادہ کرلیا ھے کہ سوا مفید منتخب ' ضروری اور مختصر مضامین کے اور تمام بحثوں سے بالکل غض بصر کرلونگا]

الهلال

٢٤ ستمبر ١٩١٢

— * —

صبح امید

— * —

وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا وينشر رحمته وهو الولي الحميد (٤٢ : ٢٧) - (١)

— : —

به بدمستي سزد ، گر متهم سازد مرا ساقي
هنـوز از بادۀ پارینه ام پیمانه بر دارد

(١)

نزول رحمت الهي وحیات بعد الممات

قدرت الهي کي بخششوں کو کون شمار کر سکتا هے ؟

و ان تعدوا نعمة الله لاتحصوها (٤ : ١٦٣) — اگر تم الله کي نعمتوں کا شمار کرنا چاهو تو کبهي نه کرسکوگے -

عالم کائنات کي کونسي شے هے جو اپنے اندر قدرت الهي کي کوئي نشاني نه رکهتي هو ؟

وکاین من ایت في السماوات و الارض یمرون علیها وهم عنها معرضون (٢١ : ١٠٥) — اور آسمان و زمین میں الله کي قدرت و عظمت کي کتني هي نشانیاں هیں ، جن پر سے غافل انسان گذر جاتا هے ، اور غور نهیں کرتا -

(١) اور وهي خدا تو هے که جب خشک موسم میں لوگ بارش کي طرف سے بالکل نا امید اور مایوس هو جاتے هیں ، تو وه اپني رحمت کے بادلونکو پهیلادیتا هے ، اور مینه برسنا شروع هو جاتا هے - وهي کارساز حقیقي اور سزاوار حمد و تقدیس هے - [قران مجید میں آثار قدرت الهي کو بیان کرتے هوے بارش کے نزول اور زمین کي حیات نباتي پر جا بجا زور دیا گیا هے ، مگر في الحقیقت یه ایک تمثیل هے ، جسکے ذریعے هر طرح کي اخلاقي اور روحاني هلاکت اور حیات بخشي کا سمجهانا مقصود هے - تمام آیتوں اور انکے سیاق و سباق پر غور کیا جاے ، تو یه مطلب واضع هو جاتا هے - عربي میں " یاس اور " قنوط " نا امیدي کے معنوں میں مرادف الفاظ هیں - مگر " قنوط " کا اطلاق اس نا امیدي پر هوتا هے جو یاس سے بهي زیاده سخت و شدید هو ، اور نیز جسمیں نیک توقعات سے مایوسي هو (القنوط اعظم الیاس ، والیاس من الخیر - مفردات امام راغب) اس آیت میں " یاس " کي جگهه " قنوط " کا لفظ اسي لیے فرمایا هے که رحمت الهي کا نزول انتها درجه کي نا امیدي اور قطعي یاس کے بعد هوتا هے -]

لیکن عالم سماوي کے آثار و آیات میں ایک بهت بڑي نشاني بارش کا نزول ، اور زمین کي نباتاتي حیات و ممات هے :

الله الذي یرسل الریاح فتثیر سحابا ، فیبسطه في السماء کیف یشاء ویجعله کسفا ، فتری الودق یخرج من خلاله ، فاذا اصاب به من یشاء من عباده ، اذا هم یستبشرون (٧٤ : ٣٠) — الله هي هے جو هوا اون کو بهیجتا هے ، اور وه بادلوں کو انکي جگهه سے ابهارتي هیں ، پهر خدا جس طرح چاهتا هے انسے کام لیتا هے ، کبهي بادلوں کو آسمان پر پهیلا دیتا هے ، کبهي انکے ٹکرے ٹکرے کردیتا هے اور تم کو ایسا نظر آتا هے که گویا انکے بیچ سے مینه نکلا چلا آتا هے - پهر جب خدا اپنے بندوں میں سے جن پر چاهتا هے اُسے برسا دیتا هے ، تو وه خوشیاں منانے لگتے هیں -

اس خاکدان حیات کي ساري زندگي پاني کے وجود سے هے :

وجعلنا من الماء کل شي حي (٨ : ٤٤) — اور هم نے دنیا کي هر چیز میں پاني سے زندگي اور زندگي کي شادابي رکهي -

جب زمین آفتاب کے آتشکدۀ حرارت سے قریب هوجاتي هے ، اُسکي شعله باریوں سے سطح زمین کا ذره ذره تپنے لگتا هے ، زندگي کي تمام علامتیں مفقود هو جاتي هیں ، هرشے پر مردني ، اور هر چهرے پر افسردگي چها جاتي هے ، دریا اتر جاتے هیں ، ندیاں خشک هوجاتي هیں ، زمین کے اندر کا خزانۀ رطوبت بهي خالي هوجاتا هے ، اور سبزۀ وگل کي ترو تازگي اور کهیتوں کي شادابي ، دونوں خشک سالي کي تیغ سے هلاک هوجاتي هیں ، تو اُس وقت زمین اور زمین پر بسنے والي هر نباتاتي اور حیواني روح پاني کیلیے بیقرار هوتي هے اور کوئي آنکهه نهیں هوتي ، جو آسمان کي طرف امید سے نه اٹهتي هو اور پهر مایوس هوکر العطش ! العطش ! نه پکارتي هو - لیکن جب مایوسي انتها درجے تک پهنچ جاتي هے ، اور امید کا کوئي سهارا باقي نهیں رهتا ، تو پهر یکایک عالم سماوي میں ایک انقلاب عظیم نمودار هوتا هے اور بجلي کي چمک ، اور بادل کي گرج ، صداے امید بنکر دنیا میں پهیل جاتي هے :

فانظر الی اثار رحمت الله کیف یحیي الارض بعد موتها ، ان ذلک لمحیي الموتی ، وهو علی کل شي قدیر (٣٠ : ٤٩) — پس رحمت الهي کي ان نشانیوں کو دیکهو ، که کیونکر وه زمین کو موت کے بعد دوباره حیات بخشتا هے ؟ بیشک وه مردونکو جلانے والا هے اور هر شے پر قادر هے -

اخلاقي و قلبي حیات و ممات

انساني قلوب کي حیات و ممات ، اور قوموں کي اخلاقي زندگي اور موت کا بهي یهي حال هے - مایوسیاں جب حد درجے تک پهنچ جاتي هیں ، اور انساني سعي امید کي کوئي راه اپنے سامنے نهیں دیکهتي ، تو وه خدا ، جو انسانکي جسماني زندگي کیلیے اپنے آسمان کو حکم دیتا هے که باران رحمت کا دروازه کهولدے - ضرور هے که انسان کي قلبي زندگي کیلیے بهي اپني ملائکۀ رحمت کو بهیجدے ، تاکه پیغام امید سے مرده دلوں میں زندگي کي حرکت پیدا کردیں -

صبح اُمید

گذشته چند سالوں سے تمام عالم اسلامي میں ایک اخلاقي بیداري کے جو آثار نمایاں ہو رهے هیں ' وہ امید دلاتے هیں که شاید هماري مایوسیوں کي انتها سے امید کا آغاز شروع هو' لیکن آج هم صرف مسلمانان هند کے موجودہ حالات پر نظر ڈالنا چاهتے هیں -

هم نے ابتداے اشاعت سے (الهلال) میں مسلمانونکي گذشته اور موجودہ حالت پر مرثیه خواني کي هے ' اور انکے اعمال زندگي کي هر شاخ کو مایوسي کي نظر سے دیکھا هے' لیکن حضرت (یعقوب) نے اپنے لڑکوں کو نصیحت کي تهي که : لا تائسوا من روح الله - الله کي روح رحمت سے مایوس نہو - اور (اسلام) پهلي چیز جو اپنے پیرو کو بخشتا هے ' وہ (امید) هي هے -

ومن یقنط من رحمة ربه الا الضالون (١٥ : ٥٦) اور الله کي رحمت فرمائي سے کافروں کے سوا اور کون نا امید هوسکتا هے ؟

نو مید مشو ' که نا امیدي کفرست

دیکھتے هیں ' تو باوجود این همه اسباب مایوسي' پهر بهي امید نے همیں بالکل چهوڑ نہیں دیا هے ' اور هندوستان میں جو تغیرات و انقلابات پچهلے دنوں کے اندر ظاهر هوے هیں' انهوں نے مسلمانوں کے موجودہ حالات میں امید کي ایک جهلک نمایاں کردي هے - گو بارش کے برسنے میں دیر هو' مگر موسم آثار و علائم سے خالی نہیں -

بیداري کي ایک کروٹ

انسان کي تمام اندروني قوتیں اور جذبات خارجي محرکات کي محتاج هوتي هیں ' اور انکي مثال سوئے هوے انسان کي سي هوتي هے ' جو گو زندہ هے ' مگر حرکت کرنے کیلیے کسي بیدار کن صدا کا محتاج هے - هندوستان میں مسلمانوں کي تمام نشؤ و ارتقا کي قوتیں ابتدا سے وقف غفلت رهیں ' انکو کوئي جگانے والا هاتهه ' اور کوئي هشیار کرنے والي صدا نصیب نہیں هوئي - قوموں کي زندگي کي اصلي قوت عوام کا طبقه هے' مگر اس طبقه کي قوت چند نفوسِ خواص کے هاتهه میں هوتي هے ' انکي بیداري سے تمام ملت بیدار رهتي هے ' اور انکي غفلت سے تمام ملت پر غفلت چها جاتي هے - لیکن بد بختي سے مسلمانوں کے رهنماؤں کا یه حال رها که :

از خویشتن گم ست ' کرا رهبري کند

خدا کي بخشائش عام هے ' فطرت کي فیاضیوں میں نسل و قوم کي تمیز نہیں ' اور اوروں کے جسم کے اندر جو خون هے ' وهي هماري رگوں کے اندر بهي دوڑ رها هے - هندوستان میں گذشته نصف صدي کے اندر بیسیویں تغیرات هوے ' تعلیمي رفتار کو خواہ کتنا هي سست کها جاے ' مگر ترقي رفتار سے تو کوئي انکار نہیں کرسکتا ' سب سے بڑي چیز شب و روز کے ساتهیوں کي حرکت تهي اور کوئي نظر ایسي نه تهي جسکے سامنے سے قافلے نه گذرتے هوں اور شهسواروں کي اڑائي هوئي گرد سے غبار آلود نهوتي هو - ضرور تها غافل دلوں میں امنگ اور حرکت کي گدگدي پیدا هوتي ' اور ساتهیوں کو دوڑتے دیکھکر بلا قصد بهي پانوں حرکت کرنے لگتے - مگر بد بختي یه تهي که لگام ان هاتهوں میں تهي ' جو لگام سے لگام کا نہیں ' بلکه زنجیر کا کام لیتے تهے ' اور بیداري کے قدرتي ولولوں اور امنگوں کو همیشه اپني مصنوعي خواب مقناطیسي کے عمل سے دبا دینا چاهتے تهے - دلوں میں جوش اٹهتا تها ' اور آنکهیں راہ مقصود کو ڈهونڈهتي بهي تهیں ' لیکن جوش یا تو دبادیا جاتا تها ' یا اسکے لیے ایک غلط مصرف پیدا کردیا جاتا تها ' جس میں خرچ هوکر ضائع هوجاتا تها - اور تلاش راہ کي خواهش کو یا تو بڑهنے سے روکدیا جاتا تها ' یا پهر ایک پر پیچ و خم راہ ضلالت سامنے کردي جاتي تهي ' تاکه جستجوے منزل کا قدم اسي میں بهٹک کر رهجاے !

مسلم یونیورسٹي کا هنگامه

اسکي کتني صاف اور بین مثال همارے سامنے هے ! مسلمانوں کي افسردگي اور بے همتي کے افسانے نصف صدي سے هماري انجمنوں کا دائمي مرثیه هیں ' لیکن مسلم یونیورسٹي کي صداے تحریک کے بلند هوتے هي تمام ملک میں ایک عام جوش و خروش پیدا هوگیا - ملک کا کوئي حصه اور قوم کا کوئي طبقه نہیں' جسکے اندر اس صدا نے حرکت پیدا نه کردي هو ' علي الخصوص صوبجات متحدہ اور پنجاب میں تو جان نثارانه فدا کاریوںکے ولولے نظر آنے لگے ' اور بازار کے دکاندار اور دیهاتوں کے کاشتکار تک پوري دلچسپي اور شغف کے ساتهه اسکے چندے میں شریک هوے - غور کیجیے که یه کیا بات تهي ؟ بار بار کها گیا هے که مسلمانوں کي عام تعلیمي خواهش اور جستجو کا یه نتیجه تها ' لیکن اس سے بڑهکر اور کوئي غلط بیان نہیں هوسکتا - جن لوگوں نے لاهور میں یونیورسٹي ڈیپوٹیشن کي گاڑیاں کهینچي هیں ' راہ میں جلوس کو روک کر شربت کے گلاس تقسیم کیے هیں ' اور کوٹهوں اور برآمدوں پر سے پهولوں کے گلدستے پهینکے هیں' اور پهر سب سے زیادہ یه که قصبوں اور دیهاتوں میں جن لوگوں نے سیکڑوں روپیونکي رقمیں چندے میں شامل کي هیں - همکو بتلایا جاے که ان میں کتنے آدمي تهے جو یونیورسٹي کي ضرورت کو محسوس کرنا ایک طرف ' اسکي حقیقت سے بهي واقفیت رکهتے تهے ؟

اصل یه هے که یه تمام جوش و هنگامه اس امر کا ایک بین ثبوت تها که لوگ سوتے سوتے اب تهک گئے هیں ' اور قلوب حرکت اور جد و جهد کے قدرتي ولولوں کو اور زیادہ نہیں روک سکتے' طبیعتوں میں جوش بیقراري پیدا کر رها هے ' قوتیں ابهرنے کیلیے بے چین هیں ' اور جذبات مضطرب هیں' که باهر سے کوئي صدا سنیں' اور لبیک کهکر اٹهه کهڑے هوں - یونیورسٹي کي صدا غیر معمولي بلند آهنگي سے بلند هوئي ' تو جوش و قوت کا سیلاب اسي رخ بهنے لگا - پانوں چلنے کیلیے بیقرار تهے ' جو راہ سامنے نظر آگئي ' اسي پر دوڑنے لگے - یه کام کرنے والوں کا کام تها که طاقتوں اور امنگوں کیلیے ایک صحیح مصرف تجویز کرتے ' اور انجن کو پٹري کي لائن پر چلاتے ' اسکي استیم کو جنگل میں دوڑا کر ضائع نه کردیتے - لیکن وہ روز اول سے اس کوشش میں معین هونے کي غلطي کر رهے هیں ' که یا تو قدرتي

ولولوں كو دبا ديا جاتا هے ' اور يا پهـــر ايـك غلط راه پر لگا كر راه مقصود سے غافل كرديا جاتا هے -

قدرتي ولولوں كو روكنا ممكن نهيں

ليكن تاهم دل كے جوش اور ولولے كو باهر كي كوئي طاقت نهيں دباسكتي' قدرتي نشوونما كو خواه كتناهي روكيے' وه ابهرهي كر رهے گا - آپ نے بارهـا اپنے دروازے كے آگے كســي بے موقعــه درخت كے پودے كو بڑهتے ديكهكر كچل ديا هوگا ' مگر چند دنوں كے بعد پهر ديكها هوگا ' تو اسكي جگه خالى نهوگي - يه قدرت كے كار و بار هيں اور انميں كوئي خلل نهيں ڈال سكتا - مسلمانوں كے دلوں كو برسوں تك زمانے كي آوازونسے غافل ركها گيا ' ليكن يه ايك زبردستي كي پٹي تهي جوانكي آنكهوں پر باندهي گئي تهي - ممكن تهـــا كه ابهي كچهه اور زمانه غفلتوں اور گمـــراهيوں كو فرصت كا ملجـــاتا ' ليكن هم نے جاگنے ميں ديركي تهي ' تو قدرت نے جگانے ميں اور زياده دير نه كي - يكے بعد ديگرے چند واقعات و تغيرات نے بهي ظهور كر كے تنبيـــه اور غفلت شكنـــي ميں مـــدد دي ' اور الحمد لله كه اب موجوده حالات كو ديكهتے هيں ' تو مايوسي كي جگه اميد كے اثر كو غالب پاتے هيں - گو ابتـك كوئي اصلي حركت پيدا نهيں هوئي هے' نه تو پچهلي راه سے پورے قدم هٹـــے هيں ' اور نه آينده كيليے كوئي نئي راه متعين هوئي هے - ابتـك جو كچهه تغيرات هوے هيں ' صرف ذهن و دماغ تـك محدود هيں ' اور وه بهي كوئي كامل تغير نهيں ' بلكه صرف ايك جنبش هے جو دماغوں كے جمود نے محسوس كي هے ' پهر جو كچهه بهي هے ' كسي متحد رشتے ميں منسلك نهيں ' اور ابتك اتحاد و مبادلۂ آراء كي قوت سے محروم هے - تاهم هر حركت كي ابتدا جنبش سے ' اور هر عمل كا آغاز ذهن و خيال سے هوتا هے - برسونكي نيند كے متوالے اگر ابهي كروٹ هي لے رهے هيں ' تو اٹهكر بيٹهه جانے كيليے جلدي نه كرني چاهيے - شب كي سر مستيوں كا ابهي كچهه عرصے تـك تو خمار رهے هي گا ' عجب نهيں كه نئے موسم كے آتے تـك كچهه زمانه تداخل كي بے عنوانيوں كا بهي گذرے ' ليكـــن هر حال ميں عقـــل و هوشمندي ' حـزم و احتياط ' اور اعتدال و توسط كے ساتهه نظر عواقب امور پر رهني چاهيے : و هو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا ' و ينشر رحمته ' و هو الولي الحميد (۴۲ : ۲۷)

انســـاني ضلالت كا اصلي مبدء

هر اصلاحي تحريـك و دعوت كيليے پهلي منزل " تقليـد " كي بندشوں كو توڑنا هے ' كيونكه تقليد كے اهرمن سے بڑهكر انسان كي تمام يزداني خصائل كا اور كوئي دشمن نهيں - انساني اعمال كي جسقدر گمراهيان هيں ' اُن سب كي تخم ريزي صرف تقليـد هي كي زمين ميں هوتي هے - اسليے راه اصلاح كا اولين منظر يه هے كه تقليد پرستي كے سلاسل و اغلال سے انسان كو نجات حاصل هو - خدا تعالى نے هر انســـاني دماغ كو سونچنے والا ' اور هر آنكهه كو ديكهنے والا بنايا هے :

الم نجعل له عينين ؟	كيا هم نے انسان كو ديكهنے كيليے دو آنكهيں
ولســـانًا و شفتين	نهيں دي؟ اور بولنے كيليے زبان اور لبيں
وهديناه النجدين ؟	نهيں عطاكيں؟ اور پهر هدايت و ضلالت كي
(۹۰ : ۸)	دونوں راهيں اسكے سامنے نهيں كهول ديں ؟

اسليے هر انسان اپني هدايت و گمراهي كا ذمه دار ' اور اپنے فكر و دماغ سے كام لينے كيليے خود مختار هے - ليكن انسان كي تمـام قوتيں نشو و نما كي محتاج هيں ' اور نشو و نما هو نهيں سكتي ' جب تـك قوتوں كو بغير كسي سهارے كے خود ورزش كرنے كيليے چهوڑ نه ديا جاے - انسان چلنے كي قوت اپنے ساتهه ليكر آتا هے ' مگر بچے كو جب تـك خود كهڑا هونے اور پانوٴں پر زور دينے كيليے چهوڑ نه ديجيے گا ' كبهي اسكے پانوٴں نهيں كهليں گے - تقليد سے پهلي هلاكت جو انساني دماغ پر چها جاتي هے - وه يهي هے كه انسان اپنے چند پيشواؤں اور مقتداؤنكي تعليـم يا آبا و اجداد كے طريق و رسوم پر اپنے تئيں چهوڑ ديتا هے ' اور صرف انهيں كا تعبد كرتے كرتے خود اپني قوتوں سے كام لينے كي عادت بهول جاتا هے - اس عالم ميں پهنچكر اسكي حالت بالـكل ايك چار پائے كي سي هو جاتي هے ' اور انساني ادراك و تعقل كي تمام علامتيں مفقود هونے لـگتي هيں - انسان كا اصلى شرف نوعي اور ما به الامتياز ' اسكے دماغ كا تدبر و تفـكر اور اجتهاد و تجسس هے - دنيا ميں جسقدر علوم و فنون كا انـكشاف هوا ' قوانين الهيه اور نواميس فطريه كے چهرونسے جسقدر پردے اٹهے ' اشيـاے كائنات كے خواص كا جو كچهه سراغ لگا ' تمدن و مصنوعات ميں جس درجه ترقياں هوئيں ' نئے نئے آلے اور نئے نئے وسائل راحت جسقدر ايجاد هوے ' غرضكه انسان كے ارتقـاے ذهني و فـكري كے جسقدر كرشمے دنيا ميں نظر آرهے هيں ' يه تمـام تر اسي انساني تفكر و تدبر كے نتائج هيں - ليكن تقليد پرستي كي عادت هلاكت و بربادي كي ايك چٹان هے ' جو انساني تفكر و تدبر اور ادراك و تعقل كي تمام قوتوں كو كچل ڈالتي هے ' اور اسكي قوت نشو و نما كا دائمي سدباب كرديتي هے - (قرآن كريم) جس دعوت كو ليكر آيا ' في الحقيقت اسكا اصلي مقصد يهي تها كه تقليد اور استبداد فـكري كي زنجيروں سے انسان كو نجات دلاے - بت پرستي اور انسان پرستي كي تمام شاخيں بهي اسي تقليد آبار رسوم سے پيدا هوتي هيں ' اسليے قران نے اپني تعليم توحيد كا اساس بهي انسان كي اجتهاد فكري پر ركها اور تفكر پر زور ديا :

افـــلا يـتـــدبـــرون	كيـــا لوگ اپنے دماغ سے قرآن پر غور
القران ' ام علي قلـوب	نهيں كرتے ' يا انكے دلوں پر قفـل
اقفالهـــا ؟ (۴۷ : ۲۶)	لـگ گئے هيں ؟

مقلدين محض كو چار پايوں اور حيوانوں سے تشبيه دي ' اور پهر اسكو بهي اظهار ضلالت كيليے نا كافي قرار ديكر انسے بهي بدتر فرمايا :

لهـــم قلـــوب لايفقهون	انكے پاس دل و دماغ هيں ' مگر نهيں
بها ' ولهم اعين لايبصرون	ديكهتے - كان هيں ' مگر نهيں سنتے - خود
بها ' ولهم اذان لايسمعون	اپنے ذهن سے كام نه لينے اور مقلـد
بها ' اولائـك كالانعام بل	محض هونے ميں وه مثل چار پايوں
هم اضـل (۷ : ۱۷۸)	كے هيں ' بلكه انسے بهي گمراه تر -

[یہ مضمون نہایت وسیع ہے - انشاءاللہ تعالے (الحریت والاسلام) کے سلسلے میں ہم عنقریب (تقلید) پر ایک مستقل مضمون لکھینگے اور اسمیں پورے بسط کے ساتھہ دکھلائینگے کہ اصطلاح قرانی میں درحقیقت (اغلال و سلاسل) سے بھی مقصود یہی تقلید و استبداد فکر ہے اور غالباً وہ اس موضوع پر ایک نئی نظر ہوگی]

تقلید کے سلاسل و اغلال سے رہائی

پس خواہ مذہبی اصلاح ہو' یا اخلاقی - تمدنی ہو یا سیاسی - ہر راہ میں پہلا پتھر تقلید کا حائل ہوتا ہے ' اور یہ اگر ہٹ جاے تو پھر آگے کیلیے راہ صاف ہے - ہم کو مسلمانوں کے موجودہ سیاسی تغیرات میں سب سے پہلی علامت امید جو نظر آتی ہے' وہ یہ ہے کہ اس راہ میں لیڈروںکی تقلید و اتباع کی جو بیڑیاں برسوں سے قوم کے پانوں میں پڑی تھیں - الحمد للہ - کہ انکو توڑکر پھینکدینے کیلیے ہرپانوں بیقرار ہے - اور اب آور زیادہ اس بوجھہ کو برداشت کرنا نہیں چاھتا - ابتک فی الحقیقت پالیٹکس میں نہ تو قوم کی کوئی پالیسی تھی اور نہ کوئی راے ' صرف چند ارباب رسوخ و اقتدار تھے ' جو اپنے محلوں میں بیٹھکر تجویز بافی کرلیا کرتے تھے اور پھر تمام قوم کی آنکھوں پر پٹی باندھکر انکے ہاتھوں میں اپنی چھڑی پکڑا دیتے تھے' اور وہ کولھوکے بیل کی طرح انکے بناے ہوے مرکز ضلالت کا طواف کرتی رھتی تھی - اصلی قوت عام قوم کی ہے' اور سچی پالیسی رھی ہے جو خود قوم کے دماغوں میں پیدا ہوئی ہو ' لیڈرونکا کام یہ ہوتا ہے کہ اسکی نگہداشت کریں' اور اسکو ایک صحیح اور باقاعدہ تنظیم کے ساتھہ ہمیشہ قایم رکھیں - مسلمان لیڈروں نے نہ تو کبھی خود قوم کو سوچنے اور سمجھنے کا موقعہ دیا اور نہ خود قوم کو اپنے ذاتی اجتہاد فکری اور قوت تفکر و تدبر سے کام لینے کی مہلت ملی - ابتدا سے لیڈروں کی یہی تعلیم رھی کہ تقلید و اتباع پر قناعت کرو' اور جوکچھہ کہا جاے اسپر چوں و چرا مت کرو کیونکہ ابھی تم میں تعلیم نہیں ' اور کئی صدیوں تک چارپایوں کی زندگی بسر کرنے کیلیے مجبور ہو - گویا (نعوذ باللہ) پیشوایان قوم کا صحیفۂ تعلیم بھی کلام الہی تھا کہ :

و اذا قری القران جب قرآن کریم پڑھا جاے' تو پوری توجہ
فاستمعوا لہ و انصتوا اور انقطاع کے ساتھہ سنو اور چپ رھو تا کہ
لعلکم ترحمون (۷:۲۰۳) تم پر اللہ کی نظر ترحم مبذول ہو - (۱)

(۱) احناف اس آیت سے (قرأۃ فاتحہ خلف الامام) کے خلاف استدلال کرتے ہیں - ہمارے لیڈروں کا بھی یہی حکم ہے کہ جب ہم اپنے معبود کے آگے سر بسجود ہونے کیلیے محراب عبادت میں کھڑے ہوں ' تو تم ہماری امامت کے پیچھے مقتدی بنکر کھڑے ہو جاؤ - لیکن شرط یہ ہے کہ جو کچھہ ہماری قرأت ہو' خاموشی کے ساتھہ سنتے رہو' خود تمہاری لبیں تک نہ ہلیں - اور پھر اسمیں یہاں تک شدت ہے کہ صرف نمازکی قرأت جہری ہی کیلیے یہ حکم نہیں ہے ' جو اسٹیج کی عبادت گاھوں میں پڑھی جاتی ہے ' بلکہ رازدارانہ مشورت گاھوں کی ان نمازوں میں بھی ' جنمیں امام آھستہ قرأت پڑھتا ہے !

ہمارے سلف صالحین کی تو تعلیم تھی کہ اللہ پر توکل کرو اور مقام تفویض حاصل کرو ' لیکن لیڈرونکی تعلیم یہ تھی کہ گورنمنٹ پر توکل و تفویض کی عادت ڈالو کہ وھی کارساز حقیقی اور مجیب الدعوات و قاضی الحاجات ہے !

و اتخذوا من دون اللہ الھۃ لیکونوا لھم عزا ' کلا ' سیکفرون بعبادتھم و یکونون علیھم ضدا (۱۹ : ۸۴)

اور انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اوروںکو اپنا معبود بنا رکھا ہے تاکہ انکے لیے عزت ہو لیکن یہ تو کبھی ہونے کا نہیں ' عزت کی جگہ یہ معبود انکی بندگی سے انکار کرینگے اور الٹے انکے دشمن ہو جائینگے -

لیکن اب حالات بدل گئے ہیں' اور قوم ان احکام کی تعمیل کرتے کرتے اکتا گئی ہے - یہ پہلا موقعہ ہے کہ عوام نے اپنی قوت کو محسوس کیا ہے' اور لیڈروں کی تقلید محض کی جگہ خود اپنے دماغ اور فکر سے اپنے مصالح پر غور کرنا چاھا ہے ' پس فی الحقیقت یہ قومی زندگی کیلیے سب سے بڑی بشارت اور روح ملی کا پیغام حیات ہے ' اور ہم اسکو کوئی معمولی حرکت نہیں سمجھتے -

ڈھاکہ یونیورسٹی اور مسئلۂ الحاق علی گڈہ

بلکہ اگر مذھب امید کی تعلیمات کو زیادہ کشادہ دلی کے ساتھہ قبول کیا جاے ' تو کہا جا سکتا ہے کہ جتنے قلیل عرصے کے اندر خیالات میں تغیرات کی روشنی پیدا ہوئی ہے ' وہ گذشتہ تاریکی کو دیکھتے ہوے تعجب انگیز ہے - یا تو لوگوں کا یہ حال تھا کہ لیڈرونکے ہر حکم کے آگے " سمعنا و اطعنا " کہتے ہوے سر بسجود ہو جاتے تھے ' یا یکایک دلونکی کل اسطرح بگڑ گئی کہ ہز ہائنس سر (آغا خاں) ڈھاکہ یونیورسٹی کو تقسیم بنگال کا نعم البدل قرار دیکر حکم دیتے ہیں کہ " تنسیخ تقسیم پر اظہار ناراضی کی جگہ گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرو " اور لیگ کے دفتر میں جلسہ منعقد کیا جاتا ہے ' لیکن نہ تو کوئی بندۂ خدا (مولوی عزیز مرزا مرحوم) کی سنتا ہے' اور نہ اس فرمان عالی کی تعمیل کیلیے آمادہ ہوتا ہے !

ہیں آج کیوں ذلیل ' کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

اس سے بھی بڑھکر یونیورسٹی کے الحاق کا مسئلہ ہے - یہ مسئلہ فی نفسہ خواہ اہم ہو یا نہو' لیکن قوم کی خواھشوں کے ضرور خلاف تھا ' اگر پچھلے وقتوں کی صحبتیں ہوتیں ' تو لوگ اسپر غور کرنے کی زحمت بھی گوارا نہ کرتے ' لیکن پریس کمیونک کی اشاعت کے ساتھہ ہی تمام ملک میں ایک عام جنبش پیدا ہوگئی ' اور لیڈروں نے قوم کی قوت کو اسقدر محکم دیکھا کہ قوم کو اپنے آگے جھکانے کی جگہ ' پہلی مرتبہ خود اسکے آگے جھک گئے ! یہ حالات یقیناً مایوسیوں کی شب تاریک میں ایک " صبح امید " کی آمد کے اثار ہیں پہلی شے یہی تھی کہ تقلید کی بندشیں ڈھیلی ہوں اور پانوں خود چلنے کیلیے حرکت کریں الحمد للہ کہ اس اولین منزل کو اپنے سامنے پاتے ہیں -

مقالات

تمدن خطرہ میں

—*—

(٦)

اسباب

مذکورہ بالا علامات کو ایک سرسری نظرے دیکھنے کے بعد جو عاجلانہ خیال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے ' کہ ان تمام خرابیوں کی جڑ قدیم مذہبی احکام سے عدول اور الحاد کی ترقی ہے ؛ اور اس رائے تائید کی بہ ظاہر اس مشاہدہ سے بھی ہوتی ہے ' کہ آج جو قومیں قعر زوال کے دہانے تک پہنچ چکی ہیں ' وہ وہی ہیں ' جو بند مذہب سے آزاد ہونے میں سب سے پیش پیش ہیں -

لیکن ایک غایر نظر بتاتی ہے کہ یہ نتیجہ نکالنا ' واقعات کی صحیح ترتیب الٹ دینا ہے - بے شبہ یہ خیال عام طور سے شایع ہے کہ تمدن و اخلاق کو معرض وجود میں لانے کے اصل اسباب مذہب و الہیات ہوتے ہیں ' مگر یہ خیال جسقدر عام ہے ' اسی قدر غلط وگمراہ کن بھی ہے - ہمارے نزدیک کسی وحشی قوم کے متعلق یہ توقع رکھنا ' کہ اگر ایک متمدن قوم کے معتقدات وآداب اسکے درمیان لاکر پھیلادیے جائیں ' تو وہ بھی ویسی ہی متمدن و شایستہ ہوجایگی ' صرف غلطی ہی نہں بلکہ حماقت ہے - اسلئے کہ عقاید ' تمدن کے اجزا ہوتے ہیں نہ کہ اسکی علت - ان

اصل یہ ہے کہ کسی قوم کے عروج کا انحصار محض اسکے بقاء وحیات کے ایک احساس طبعی پر ہے ' یعنی صرف اس امر پر کہ اُس قوم میں تطابق ماحول کی فطری صلاحیت کس حد تک موجود ہے - زندہ قومیں وہ ہیں جن میں گرد و پیش کے موثرات کے تغیر کے ساتھہ خود بھی متغیر ہوجانے کی اضطراری تحریک پیدا ہوتی ہو ' اور جس قوم میں یہ استعداد باقی نہیں ' اسکی نفس شماری کرنا چاہیے - اس لحاظ سے یہ کہنا درست نہیں کہ کوئی قم اسلئے زندہ ہے کہ وہ فلاں فلاں مناسب وقت عقاید کی پابند ہے ' بلکہ یہ کہنا زیادہ قرین صحت ہے ' کہ " کوئی قوم فلاں فلاں مبنی علے المصالح عقاید کی اسلئے پابند ہے کہ زندہ ہے " علی ہذا کوئی قوم اسلیے مردہ نہیں ہوجاتی کہ وہ چند متعین عقاید سے منحرف ہوگئی ہے ' بلکہ چونکہ وہ مردہ ہوگئی ہے ' اسلئے اُن متعین عقاید سے منحرف ہوجاتی ہے - اس کلیہ کی عملی تشریح سب سے زیادہ جرمن نسل (یعنی باشندگان انگلستان و جرمن) نے کی - اصلاح کلیسا کی تحریک کے ساتھہ ہی یہ نسل تاڑگئی ' کہ یہ تحریک مصالح وقتی کے لحاظ سے کتنی ضروری ہے ' اور فوراً اسنے -

چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

پر عمل کرکے اپنے تئیں اقتضایات زمانہ کے مطابق بنالیا ' یعنی رومن کتھولک کے بجائے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کرلیا - اسی طرح آج بھی جو قومیں تنزل کی راہ میں قدم زن ہیں ' انکے انحطاط کا اصلی راز یہ ہے ' کہ ایک صدی کے عرصہ میں زمانے نے جو ترقی کی ہے ' اور اب جو مقتضیات زمانۂ ہیں ' انکے مطابق یہ قومیں ابھی اپنے آپ کو نہیں ڈھال سکی ہیں ' بلکہ ابتک اپنی پرانی روش پر قایم ہیں - اس عدم تطابق کا پہلا نتیجہ عقاید و اخلاق میں اختلال ' اور آخری نتیجہ ' حیات سیاسی و حیات منزلی کا اختلال ہے ' یہانتک کہ اُس قوم کے قدم نقطہ زوال تک پہنچ جائیں - [مگر یہ خیال صحیح نہیں اور ہم آئندہ اسپر بالتفصیل بحث کرینگے - الہلال]

میں جس شے پر خصوصیت کے ساتھہ زور دینا چاہتا ہوں ' وہ اس تطابق ماحول کی وجدانیت ہے - یعنی ہم اس نتیجہ پر کسی برہان و استقرٰی کی مدد سے نہیں پہنچتے ' بلکہ خود ہمارا ذوق و وجدان اسکی جانب ہمیں لے جاتا ہے - رومۃ الکبریٰ کی عظیم الشان سلطنت کو فتح کرکے جب وحشیوں نے مذہب عیسوی اختیار کیا ' تو ظاہر ہے ' کہ اس مذہب کی تعلیمات انکی سفاکی و خون ریزی کے بالکل منافی تہیں ' مگر انہوں نے اپنے ان سفاکانہ جذبات کو دبا ڈالا ' اور دفعۃً تمدن کے مدارج عالیہ طے کرنا شروع کردیے ' لیکن کیا انہوں نے اس نتیجہ کے لیے کچھہ مقدمات ترتیب دیے تھے ؟ کیا قوانین استقرٰی سے مدد لی تھی ؟ نہیں ' یہ کچھہ نہ تھا ' بلکہ انکا رہبر محض ذوق سلیم اور صحیح احساس طبعی تھا - وجدان کی اس اہمیت پر لوگوں کو تعجب ہوگا ' لیکن میں انکی حیرت رفع کرنے کی غرض سے یہ کہنا چاہتا ہوں ' کہ وجدان کوئی حقیر شے نہیں ' بلکہ وہ نہ صرف ہمارے انفرادی ' بلکہ ہمارے تمام اسلاف کے متحدہ تجارب کا لب لباب ہے - قوانین ارتقاء کی رو سے ہم اپنے اسلاف کی غیر مدرک خصوصیات ہی کے وارث نہیں ہوتے ' بلکہ انکے تمام مدرکات ' محسوسات ' جذبات ' وغیرہ بھی توارث کے ذریعہ سے ہم تک منتقل ہوتے ہیں ' اور اس لحاظ سے ہمارا وجدان گویا ایک رجسٹر ہے ' جس میں نہایت اختصار کے ساتھہ گذشتہ نسلوں کے کل تجارب محفوظ ہیں - (۱)

با این ہمہ ہم کو استدلال کی اہمیت سے انکار نہیں - ہم جو کچھہ کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے ' کہ استدلال اور وجدان کے حدود عمل جداگانہ ہیں - اصناف حکمت (مثلاً ریاضی طبعیات ' وغیرہ) میں تو بے شبہ ہمیں ہر وقت استدلال کا سہارا ڈھونڈھنا چاہیے ' اسلیے کہ ان چیزوں میں مقدمات بالکل معروف ' متعین ' و قطعی ہوتے ہیں ' اور اُن میں شک و شبہ کی گنجایش نہیں ہوتی ؛ لیکن اُن

---

(۱) - ناظرین کو خیال رکھنا چاہئے ' کہ یہ کوئی سائنس مسلمہ مسئلہ نہیں ' بلکہ ہربرٹ اسپنسر اور اسکے اتباع کا ' جس میں ہمارے مضمون نگار کا بھی شمار ہونا چاہئے ' ایک نظریہ ہے ' اور اسکے مخالف سائنس دانوں کی ایک جماعت کثیر موجود ہے - مترجم

علوم میں جنکی بنیاد قیاسات و نظریات پر ہو ' اور جنکے مسایل اسقدر پیچیدہ و غامض ہوں کہ تحقیقات کنندہ کے لیے قدم قدم پر لغزش پا کا اندیشہ ہو ' یا الفاظ دیگر اُن علوم میں جنکا موضوع بحث ماوراء مادیات ہوتا ہے ' ہمکو اپنے تئیں بجاے دلایل و براہین کے احساسات طبعي کے هاتهه میں دیدینا ' بدرجها بہتر ہے - ایسي حالتوں میں ہمیں وجدان کے آگے گردن ڈال دینا چاهیے ' اور اسکے احکام پر بے چوں و چرا کار بند ہونا چاهیے - اسي کے ساتهه یه بهي یاد رکھنے کي بات ہے که ایک زندہ قوم کے احساسات طبعي کبھي گمراہ کن نہیں ہوسکتے ' اور جو قوم مریض نہیں ' اسکا وجدان ترقي و عروج کے راستے کي جانب از خود رهنمائي کریگا - هاں جب همکو وجدان کے توسط سے اعتقاد و عمل کے اصولي مسایل مل جائیں ' تب البته عقل و منطق کو هاتهه لگانا چاهیے ' اور اسوقت انکا کام یه هوگا که انہیں اصولي مسایل کی داغ بیل پر قوانین ' نظامات ' وغیرہ تمدن کي پوري عمارت قائم کریں - لیکن اس عمارت کا استحکام اسي وقت تک ہے ' جبتک که اسکي بنیاد چشم تنقید سے پوشیدہ ہے - ادهر اس پر منطقي نکته چیني ' اور علمي رد و قدح شروع هوئي ' اور اُدهر ساري عمارت منهدم هوگئي -

خلاصه یه ہے ' که انحطاط اقوام کي حقیقي علت ' فساد ذوق ہے ' نه که ضعف عقل - بلکه قرب زوال میں تو قوت استدلال اور منطقي موشگافیوں کا عین شباب هوتا ہے - زوال پذیر قوم کے افراد یه تو دلایل کي مدد سے بتادیتے هیں ' که قدیم عقاید میں یه نقایص تھے ' یه توهم پرستي تهي ' یه تناقضات تھے ' لیکن چونکه ذوق فاسد هوتا ہے ' اسلئے یه نہیں بتاسکتے که قدیم عقاید کا نعم البدل کیا هونا چاهیے ؟

قوموں کا انتہاے عروج اور انکے فساد ذوق کا تلازم ' همیں یه کرنے پر مجبور کرتا ہے که کہیں یه تمدن کا لازمي نتیجه تو نہیں ؟ اس سوال کا عام طور سے یه جواب دیا جاتا ہے که تمدن ضد فطرت ہے ' یعني هم تمدن میں جتني زیادہ ترقي کرتے جاتے هیں ' اُتنا هي فطري حالت سے دور پڑتے جاتے هیں ' اور اسکا لازمي نتیجه یه هوتا ہے که فطرت کي متواتر خلاف ورزیاں آخر ایک روز رنگ لاتي ہے ' اور آخر کار همیں زوال کا منه دیکھنا نصیب هوتا ہے - لیکن یه جواب میرے نزدیک صحیح نہیں ' کیونکه اولاً تو تمدن و فطرت میں کوئي نقیض نہیں ' ایک متمدن فرد کي ضروریات زندگي بهي ویسي هي فطري هوتی هیں ' جیسي که ایک وحشي انسان کي ' ثانیاً یه که تمدن کي رفتار برابر ترقي کی جانب ہے - خاص خاص تمدن مٹ گئے ' لیکن نفس تمدن میں برابر نشو و نما هو رہا ہے - اس درخت کے برگ و بار هزارها مرتبه کاٹ ڈالے گئے ' لیکن اسکي جڑ روز بروز مضبوط هوتي جاتي ہے - اگر فطرت رفتار تمدن کي مزاحمت کرتي رهتي ' تو یه کیونکر ممکن تها ؟

اصل یه ہے ' که جس طرح افراد کي زندگي هوتي ہے ' ویسي هي جماعات کي بهي هوتي ہے ' اور جس طرح افراد کے لیے موت لازمي ہے ' ویسے هي جماعت کے لیے بهي ایک میعاد مقرر ہے - جب کوئي تمدن اپني عمر طبعي کو پہنچ چکتا ہے ' تو افراد کي طرح اسکے اعضا و جوارح کي قوت میں بهي خود بخود انحطاط و اضمحلال پیدا هوجاتا ہے - هاں فرق اتنا ہے ' که کوئي تمدن سرے سے فنا نہیں هو جاتا ' بلکه اپنے آثار چھوڑ جاتا ہے - آیندہ تمدن اسي کے آثار قدم پر چلتے هیں ' اور اخلاف اپنے اسلاف کے روشن کردہ چراغ کي رهبري میں منازل ترقي طے کرتے هیں - اِن حالات کے ساتهه یه توقع رکھنا که همارا موجودہ تمدن فنا و زوال کے قوانین سے مستثنیٰ ہے ' خود هماري خیرہ سري ہے ' تاهم همیں مایوس هوکر جد و جہد سے غافل نه هو جانا چاهیے بلکه حتی الامکان تدابیر بقا پر غور کرنا چاهیے -

تدابیر اصلاح

موجودہ متمدن اقوام ایک ایسے حربے سے مسلح هیں ' جس سے متقدمین کے اسلحہ خالي تھے ' اور یه قانون ارتقاء اور مسایل علم النفس کا علم ہے - ان چیزوں کی اعانت سے هم ایسے ایسے علاج سوچ سکتے هیں ' جن تک قدما کے ذهن کي بهي رسائي نہیں هوسکتي تهي -

یه مان لینے کے بعد که اصل مرض عقل میں نہیں بلکه وجدان میں ہے ' یه تسلیم کرنا بداهةً لازم آتا ہے که جو جو طرز علاج ' نقایص عقل کي اصلاح کرنا چاهتے هیں ' وہ یہاں سرے سے بے محل هیں ' اصل میں اصلاح ذوق کي کوشش هونا چاهیے - احساس طبعي کے اجزاء ترکیبي حسب ذیل هیں :-

قوت ارادي ' عزم ' شوق بقا ' مبادلات - اور همیں انهي چیزوں کو قوي کرنے کي حاجت ہے ' اسکے بعد ضروریات زمانه کے مطابق معتقدات خود هي پیدا هوجاینگے - یه ظاهر ہے که اس کوشش میں کامیابي نہیں هوسکتي ' تاوقتیکه همارے بچے ابتدا هي سے اسکے خوگر نه لیے جائیں ' یا دوسرے الفاظ میں ' جبتک هماري ابتدائي تعلیم انہیں اصول پر مبني نه هو - یہاں مجھے یه بهي کہنا ہے که انگریزي تعلیم میں یه نکته ایک بڑي حد تک ملحوظ رکھا جاتا ہے ' مگر افسوس ہے که فرنچ تعلیم میں نہیں -

نصاب و طرز تعلیم میں اصلاح کے پہلو به پہلو ایک دوسري اهم اصلاح هماري جسماني تربیت کے بارے میں هونا چاهئے ' اور جسماني ضعف کو ' جو هم میں روز افزوں ترقي کرتا جاتا ہے ' روکنا چاهیے ' اخلاقي زندگي اور مادي زندگي : اور دماغي صحت ' اور جسماني صحت ' سب کي قدیم تفریقات آج مٹ گئي هیں ' اور اب یه تقریباً مسلم هو گیا ہے ' که کوئي اخلاقي مرض ' کوئي دماغي فتور ' کوئي ذهني نقص ' ایسا نہیں ' جسکي علت کوئي جسماني کمزوري اور بیماري نه هو - اس بنا پر همارے احساسات کے مریض هونے کے یه معني هیں ' که همارے اجسام مریض هیں ' اور اسلیے اصلاح وجدان کا بہترین ذریعه جسم اور جسماني صحت کي فکر و پرداخت ہے - ایک صحیح الجسم شخص میں شوق حیات هوتا ہے ' اعتماد نفس هوتا ہے ' اور سب سے بڑھکر یه ' که اسکے مزاج میں اعتدال هوتا ہے ' اور یہي چیزیں اخلاقي و دماغي زندگي کي روح هیں ؟

الغرض یه ہے مختصر الفاظ میں همارے قومي مرض کي

مراسلات

تشخیص اور اسکا علاج - میں دوبارہ کہتا هوں ' که قوم کي زندگي صرف همارے اطبا کے هاتهه میں هے ' اگر وہ هماري اولاد حفظان صحت کي خبرگیري رکھیں ' تو مستقبل قریب میں کسي خطرہ کا اندیشه نہیں - یه امر باعث مسرت هے که بعض بعض جگهه اس اصول پر عمل شروع هوگیا هے ' اور وهاں ایک محدود پیمانه پر اسکے حوصله افزا اثرات بهي ظاهر هو رهے هیں ' لیکن ضرورت هے ' که اس اصول کو کافي وسعت دي جاے ' تاکه اسکا فائدہ هر جماعت اور هر گوشهٔ ملک کے افراد تک پہنچ سکے -

مسلم یونیورسٹي

— * —

گـو خاموشي سے فائدہ اخفاے حال هے
خوش هون که میري بات سمجهني محال هے

* * *

الحاق کي جو شرط نه ماني جناب نے * کیا جانے کیا حضور کے دل مین خیال هے
" مسلم " کے لفظ مین تو کوئي بات هي نه تهي * کیا اس مین بهي حضور کو کچهه احتمال هے ؟
اسباب سوء ظن کے نئے کچهه عیان هوے * یا پہلے هي سے شیشهٔ خاطر مین بال هے ؟
هم تو ازل سے حلقه بگوش نیاز هین * یه سر همیشه زیر قدم پایمال هے
هم نے تو وہ ثنا و صفت کي حضور کي * جو خاص شیوۂ صفت ذوالجلال هے
آیا کبهي نه حرف تمنا زبان پر * یان تک تو هم کو پاس ادب کا خیال هے
کم بخت غیر کوهے خوشامد کا سوء ظن * آئین بندگي مین جو مجهکو کمال هے
اُردو کے باب مین جو ذرا کهلگئي زبان * اب تک جبین پر عرق اِنفعال هے
دامن غبار حق طلبي سے رها هے پاک * یه فیض خاص رهبر دیرینه سال هے
آیا جو حریت کا کبهي دل مین وهم بهي * سمجهادیا که جوش جنون کا اُبال هے
اب تک اِسي طریق په هین بندگان خاص * گو صحبت عوام مین کچهه قیل و قال هے
گردن جهکي هوي هے ' زبان گو هے شکوہ سنج * باطن هے انقیاد ' جو ظاهر ملال هے

* * *

الحاق سے کچهه اور نه تها مدعاے خاص * بس اک عموم درس وفا کا خیال هے
یعني که پهیل کر یه زمانے کو گهیر لے * اب تک جو مختصر یه علیگڈہ کا جال هے
یه پالسي هے شاهرہ عام ' قوم کي * اس سے کوئي الگ هے تو وہ خال خال هے
پهر بهي حضور کي نه گئین سر گرانیان * پهر بهي گناهگار مرا بال بال هے
اتني سي آرزو بهي پذیرا نه هو سکي * اب کیا کہین که اور بهي کچهه عرض حال هے

* * *

سنتے رهے وہ غور سے یه داستان غم * جب ختم هو گئي تو یه لب پر مقال هے
" حد سے اگر بڑهے گا تو هو جاے گا مضر * وہ درسگاہ ' روے وفا کا جو خال هے "

(کشاف)

خاتمه پر پهر یه سوال پیدا هوتا هے ' که کیا اس تدبیر پر عمل پیدا هونے سے قوم کو حیات ابدي حاصل هو جائیگي ؟ کیا وہ خطرۂ زوال سے هیشه کے لیے محفوظ هو جائیگي ؟ اس سوال کا اثبات میں جواب دینا ' توقعات جایز کے حدود سے باهر نکل جانا هے ' تاهم یه ضرور هے ' که اس طرح وہ اپني هستي ایک عرصهٔ دراز تک قایم رکهه سکتي هے ' اگر اس کوشش میں کامیابي هوگئي ' اور هم نے اپنے زمانهٔ تمدن کو زیادہ وسیع کرکے کچهه اور کارهاے نمایاں کرلیے ' تو یقین رکهنا چاهیے ' که همارے اخلاق ' جو هم سے دانشمند تر هونگے ' همارے کارناموں کو هرگز نظر انداز نه کرینگے ' اور جس طرح آج هم میں سے کوئي تعلیم یافته فرد یونان و روم کي منت پذیري سے بے نیاز نہیں رہ سکتا ' اسي طرح وہ لوگ بهي همارے احسانات کے اعتراف سے دریغ نه کرینگے -

همــــاري قــومي صلاحـــكار

— * —

ببين تفاوت راه از كجاست تا بكجا

استاذنا ابو الـكلام آزاد [براه كرم آينده اس طريق تخـــاطب سے معاف فرمائيں كه اسكا اهل نهين - الهلال] ميں بيان نهيں كرسكتا كه آپكے بيش بهـا خيـــالات كو كس وقعت كي نظـــر سے ديكهتـا هوں اور ميں زبان قلـــم سے يه ادا كرنے ميں قاصر هوں كه آپ كي هر صائب رائے كي ميں كسقدر عزت و احترام كرتا هوں مگر ميں اپنے تحير و استعجاب كي بهي كوئي حد نهيں بتلا سكتا جسوقت ميں نے با لـكل دو متضاد باتوں كو هم آغوش پايا' يعني ايك جانب تو يه ارشاد ' كه مسلمانوں كو قلت كے باعث هندؤں سے ڈرنے كي كوئي ضرورت نهيں ' تمثيلاً آپ نے واقعه جنـگ بدر كي جانب اشاره فرمايا هے اور پهر دوسري طرف اسكے برعكس مسلمانوں كو يه تلقين كي هے كه :

" تمكو هنـــدوستان ميں رهنا هے تو اپنے همسايون سے معانقه كر لو اور زنده رهنا هے تو اُنسے الـگ رهنے كا نتيجه ديكهـه چكے ' اب انسے مل جاؤ ' اگر انسكي طـرف سے ركاوٹ هے تو اسكي پروا مت كرو "

الله الله كهاں تو يه عالي همتي كي باتيں' كه تم خدا كي فوج كے سپاهي هو' تمهارے هي تو سلف صالحين تهے جنهوں نے بحر و بر ميں اپنے سكے بٹهادیے' ايك عالم كو مسخر كرليا' ساري دنياكے روبرو دعوت اسلام كا دستر خوان بچهاديا' فتح و نصرت كے علم كو يهاں تك بلند كيا كه اپنے حوصلوں سے بهي زياده اونچا كرديا - يا يه پست همتي كي تعليم كه اگر زندگي چاهتے هو تو حلقه بگوش كفر هو جاؤ ' وه تغافل شعاري سے كام ليں' اغماض بهي كريں ' هماري جبيں نياز كو ٹهكرائيں بهي' مگر هم اسپر بهي كليجه چير كر ايك مسلمان دل كو بت نا آشنا كي مٹهي ميں ديديں - افسوس جب خضر هي كعبۂ مقصود كا راسته بتانيكے بجاے صنم خانه كي گليوں ميں ليجـا كر كهڑا كرديں بلكه آستانه بوسي كا فتوى ديديں ' تو پهر كهئيے كه اب راه راست كا پته كون دے -

يه ميں نے مانا كه ' مسلمان دنيا ميں خدا كے خليفه هيں اور انكو اوسي حيثيت سے هر كه و مه پر نظـــر كرني چاهيے اور اسكا بهتر استنباط اس آيت سے هوسكتا هے : لا ينهكـــم الله عن الذين لم يقاتلـــوكم في الدين و يخرجوكم من دياركم ان تبرو هم و تقسطوا اليهم - اس آيت سے يه معلوم هوتا هے كه تمام اقوام غير اسلام سے نيكي كرنا اور منصفانه برتاؤ كرنا جائز هے ' مگر اسوقت جب كه وه بر سر صلح هوں اور اس بات كو آپ نے بهي قبول فرما ليا هے كه هندو مسلمانوں سے بيگانه وار هيں اور پهر بيگانه واري بهي كيسي' العظمة لله' جسكا كچهه ٹهكانا هي نهيں' كلام مجيد ميں اگر ديني جنگ كي شرط هے تو اب هندو مسلمانوں كے درميان پوليٹكل جنـگ جاري هے جو اُس ديني جنگ سے زياده خطرناك اور مهلك هے' سنان و خنجر كے بجاے اب زباں كي تلوار سے دلوں كو دو نيم كيا جا رها هے جسكي نسبت جناب علي مرتضى نے فرمايا هے :

جراحات السنـــان لها التيام ولا يلتام ما جرح اللســـان

تير كے زخم بهر آتے هيں مگر زبان كے بناے هوے زخم كبهي نهيں بهرتے الغرض اسوقت اگر صريحاً نهيں ' تو معناً ايك خطرناك تصادم خيالات هو رها هے جو في الواقع ايك قسم كي جنـگ هے اور جب يه كيفيت هے تو پهر اس آيت كريمه كے عمل كا بهي وقت نهيں هے -

هندؤں سے دوستي كرنا اور وه بهي دنياوي عزت كے ليے جسكے استاذنا آپ متمني هيں ' ميرے نزديك تو منشائے الهي كے بالكل خلاف هے - كيونكه صاف الفاظ ميں ايسا معلوم هوتا هے كه شايد اسي وقت كيليے يه آيت پاك نازل هوئي - الذين يتخذون الكافرين اوليـــاء من دون المومنين - ايبتغـــون عنـــدهم العـــزة ' فان العزة لله جميعـــاً (۴ : ۱۳۹) جو مومنوں كو چهوڑ كر كافروں كو دوست بنـــاتے هيں كيـــا انكے پاس وه عزت چاهتے هيں (پس ياد ركهـــو) كه تمـــام عزت الله كے واسطـــے هے - كلام مجيـــد ميں اسي قسم كي اكثر آيات هيں ' مگر استاذنا ! تعجب هے كه آپ سا قران مجيد كا ماهر جو هر طرح كے مضمون كو زباني كلام سے زينت دينے والا هو' جو مسلمانوں ميں اسلامي روح كے پهوكنے كا عزم بالجزم ركهتا هو' جو مسلمانوں كو قرون اولى كے عادات و اطوار كا وعظ كرتا هو اور وه كفر كي تاريكي ميں ايسا صراط مستقيم سے بهٹـك جائے ' كه دوسروں كو بهي اوسي جانب ليجانے كي كوشش كرے -

استاذانا ! مسلمانوں كا ابهي كچهه بهي نهيں بگڑا' وه جيسے شير پہلے تهے ويسے هي اب بهي هيں' هاں غفلت و جهالت كا خمار هے اور نشه شام كي گو اب صبح هوئي هے مگر دراصل صبح تو هوئے مدت هوئي' ترقي كا آفتاب نصف النهار پر آپهنچا - ليكن اس آفتاب كو تقسيم بنگاله اور مسلم يونيورسٹي كے دو زبر دست تاريك بادل چهپائے هوے تهے جنهوں نے روز روشن كو شب ديجور بنا ركها تها ' لله الحمد كه وه نه برسنے والے بادل جنكو مسلمان ابر مطير سمجهے هوئے تهے هٹ گئے ' اور مسلمانوں كو معلوم هو گيا كه واقعي وه بڑي غفلت ميں تهے ' اب قوم ميں ايك تازه جوش هے ' قوم اپني قوت بازو پر بهروسا كرے اپني جمودي حالت كو خير باد كهے اور هاتهه پاؤں چلاے تو سب كچهه كرسكتي هے - مسلمانوں ضرورت نهيں هے كه وه دوسروں پر سواے ذات باري تعالى كے بهروسه كريں و من يتوكل على الله فهو حسبه - مسلمان اگر اپني پوري قوت سے كام ليں تو وه كانگريس سے زياده زبردست ايك پوليٹكل انجمن قايم كرسكتے هيں وه اپني آواز كو كانگرسيوں سے زياده بلند كرسكتے هيں مگر يه سب كيوں نهيں هوتا ؟ محض اسي وجه سے كه مسلمانوں ميں متحد الخيالي نهيں' هم آوازي نهيں' يگانگت و يكجهتي سے واقف نهيں ' اور يه سب سے بڑا مرض اُن مسلمانوں ميں هے جو زيور علم و فضل سے آرسته هيں - جاهل مسلمانوں ميں اسوقت بهي ايسے مضبوط موجود هيں كه اُنكو اگر رسي كا سانپ بتلاديا جاے تو مشكل سے اسكو پهر كوئي دوسري چيز كهينگے -

استاذانا ! آپ هي كے اس فرمانے سے اور نيز مسلم ليگ كي صداے اتحاد سے نا مسلمانوں كو يه جرات هوئي هے كه وه كهنے لگے هيں

که ایران کے روسي پنجے میں پهنس جانے اور طرابلس پر اٹلي کے قبضه هوجانے اور مسلم یونیورسٹي کا چارٹر نه ملنے اور تقسیم بنگاله کے منسوخ هوجانے سے اب مسلمانوں کو هندؤں کي رفاقت یاد آئي هے - گویا ان سب باتوں کي تلافي هنـدؤں کي حلقه بگوشي سے ممکن هے -

استاذنا ! میں بار بار یهي کهونگا که آه ! یه صریحاً اسلام کي توهین تضحیک اور آبرو ریزي هے - مسلمان اسوقت جو کچهه ذلیل هورهے هیں وه محض اسوجه سے که انهوں نے اسلامي اوصاف چهوڑ دیے هیں' ورنه آج بهي خدا کا پاک مذهب اور خدا کے پاک مذهب کے پیرو پهر قرون اولى کي طرح دنیا میں سرفراز' فتحمند' اور مظفر و منصـور هوجائیں' اخیر میں اسقدر میں مکرر عرض کرونگا که مسلمانوں کو کافروں کي دوستي سے کوئي فائده هرگز نهوگا' بلکه وه رهي سهي عزت بهي کهو بیٹهیں گے - کفر و اسلام کا اتحاد اجماع ضدین هے - اور یه ناممکن هے -

نه پکڑیں دامن الیـاس گرداب بلا میں هم
که بدتر ڈوب مرنے سے هے جینا اس سهارے کا

راقـم محمد حسین - آزاد - از اٹاوه -

لکهنؤ سے ایک گمنام چٹهي

— * —

جناب اڈیٹر صاحب الهلال

چونکه جناب کو مسلم یونیورسٹي کے مسئله سے نهایت گهري دلچسپي معلوم هوتي هے' یهاں تک که بعض مرتبه الهلال کا پورا نمبر اسي بحث کی نذر هوجاتا هے' اسلئے اس مسئله سے متعلق سوالات ذیل با ادب تمام خدمت عالي میں عرض کیے جاتے هیں' اُمید هے که الهلال کے ذریعه سے اِنکے جوابات جلد مرحمت هونگے -

(۱) یونیورسٹي کا مسئله ایک تعلیمي مسئله هے یا پولیٹـکل ؟ اگر سیاسي هے - تو تکلیف فرماکر اسکے وجوه عنایت هوں' اور اگر تعلیمي هے تو یه فرمایئے که فن تعلیم کے موجوده یورپین علماء خصوصي' اصولي حیثیت سے اقامتي یونیورسٹیوں کو کیمبرج - اکسفورڈ - کولمبیا - پرسٹن وغیره کے نمونه پر زیاده پسند کرتے هیں یا الحاقي یونیورسٹیونکو' جیسي که الهاباد یونیورسٹي هے اور جسکے نمونه پر آپ مجوزه مسلم یونیورسٹي کو بنانا چاهتے هیں ؟

(۲) نیز یه فرمائیے - که اسوقت هندوستـان میں رهے سهے جو کچهه ماهرین فن تعلیم هیں - مثلا مسلمانونمیں سید حسین بلگرامي - سید علي بلگرامي مرحوم - ڈاکٹر ضیاء الدین - اور انگریزونمیں مسٹر ٹبي - لافرس - ڈاکٹر وینس - مسٹر کیمرن - مسٹر میکنزي - کیا یه لوگ تعلیمي نقطهٔ خیال سے الحاقي یونیورسٹي کے قیام کي تائید کرتے هیں ؟

(۳) اسي سلسله میں اگر جناب اسکي بهي تصریح فرمادیں تو عین عنایت هوگي که خود جناب والا کو مغرب یا مشرق کي کن کن یونیورسٹیوں میں اعلى یا ادنى تعلیم حاصل فرمانے کا اتفاق هوا هے ؟ یا کن کن یونیورسٹیوں کے کلنڈر ملاحظه سے گذر چکے هیں ؟ یا فن تعلیم واصول تربیت کتنے عرصه تـک زیر مطالعه رهے هیں ؟ تاکه پبلک کو یه فیصله کرنے میں آساني هو که جناب کي رائیں اس مسئله میں کهاں تـک قابل وقعت هیں ؟

(۴) چونکه جناب والا هر شے کو مذهبي نقطهٔ خیال سے دیکهتے اور دوسرونکو دکهاتے هیں اور اس امر کے مدعي هیں که " مسلمانوں کي اخلاقي زندگي هو یا علمي - سیاسي هو یا معاشرتي - دیني هو یا دنیوي - حاکمانه هو یا محکومانه - قرآن هر زندگي کیلئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکهتا هے " نیز یه که آپکے عقیده میں " هر وه خیال جو قرآن کے سوا اور کسي تعلیم گاه سے حاصل کیا گیا هو' وه ایک کفر صریح هے " اس بنا پر یه التماس هے که یونیورسٹي کے الحاقي هونیکي تائید میں جناب کوئي نص صریح پیش فرماکر قوم کو ممنون احسان بنائیں -

(۵) جناب والا کو بذات خود تو مشـاغل کي وجه سے شاید مطالعه کي فرصت کم ملتي هو لیکن علامه شبلي کے فیض صحبت سے غالباً تاریخ اسلام کے متعلق آپکو کافي معلومات حاصل هوئے هوں - پس مهرباني کرکے فرمایئے که مسلمانوں نے اپنے عهد عروج میں جو یونیورسٹیاں قائم کي تهیں' کیا اونمیں سے کسي ایک کا بهي نام جامعهٔ اسلامیه یا اوسکے مثل تها ؟ یا وه یونیورسٹیاں همیشه اسماً اپنے باني یا مقام کي جانب منسوب هوتي تهیں - مثلا نظامیه بغداد - حلبیه - مرادیه - عزیزیه - وغیره ؟

(۶) ۸ ستمبر کے الهلال میں آپنے همدرد قوم مسٹر محمد علي کي معقول و مدلل تحریر کے جواب میں ایک جگهه یه فرمایا هے - که سالگذشته میں جب مسلم یونیورسٹي کا غلغله نهایت بلند آهنگي سے برپا تها' اوسوقت آپنے پبلک کو اس مهلک غلط فهمي پر متنبه کرنا صرف اسلئے مناسب نهیں خیال کیا که آپکي آواز بے اثر رهتي' لیکن کیا اس عبارت سے یه مفهوم نهیں نکلتا که جناب والا صرف هوا کے رخ پر چلتے هیں - جبتک دیکها که کوئي اپنا هم آواز نهیں ملتا هے اسوقت تـک احقاق حق - امر بالمعروف - نهي عن المنکر - اور اسي قسم کے تمام مشتبه الحقیقت لیکن مرعوب کن دعاوي پردهٔ خفا میں مستور رهے - لیکن جب یه نظر آیا که پبلک کي تائید کا کچهه سهارا ملجائیگا - اسوقت یه دریا بے اختیار اُبل پڑا -

اس ضمن میں اس امر کا بهي به ادب مستفسر هوں که اگر دوسرے لوگ بهي آپ هي کے مثـل مصلحت اندیشي و زمانه شناسي کے ساتهه الفاظ زبان سے نکالتے هیں تو کونسا اخلاقي جرم کرتے هیں ؟ اُمید هے که جناب والا ان سوالات کے جواب کي زحمت جلد گوارا فرمائینگے - لیکن اسکے ساتهه یه بهي التجا هے که کرم فرماکر بجاے استعارات اور ضلع گوئي کي افراط کے - واقعات و دلایل پر زیاده توجه مبذول رهے -

راقـم

تیري رسوائي کے خون شهدا درپئے هے
دامن یار خدا ڈهانپ لے پرده تیـرا

علامۂ رشید رضا اور مدرسۂ عالیہ دیوبند

—*—

مکرمي جناب ایڈیٹر صاحب " الهلال " السلام علیکم - تازہ مصر کي ڈاک سے جو رسالہ المنار مورخۂ ۳۰ شعبان ۱۳۳۰ ھ (۱۳ اگست سنہ ۱۹۱۲) وصول ہوا ہے ' اوسکے صفحہ ۶۲۱ پر علامہ رشید رضا صاحب نے مدرسہ عالیہ دیوبند کے متعلق حسب ذیل خیالات ظاہر کیے ہیں - اُمید ہے کہ آپ اخبار میں ان چند سطور کو جگہ دیکر ممنون فرمائینگے -

ترجمہ مضمون

...... میں نے مدرسہ دیوبند میں جو - ازہر ہند کے لقب سے مشہور ہے - ایک جدید علمي و دیني ترقي دیکھی ' اور مجھے اُمید ہے کہ اوس سے عظیم الشان نفع ہے ...... میں نے اوسکے متعلق چند مشورے دیے ' اون میں بعض مشورے ایسے پائے گئے جو پہلے هي سے اون کے خیال میں آچکے تھے اور اون پر عمل شروع ہوگیا تھا - ...... هندوستان کي کسي چیز کو دیکھہ کر میري آنکھہ ایسي ٹھنڈي نہیں ہوئي ' جیسي مدرسہ دیوبند کو دیکھکر ٹھنڈي ہوئي ' اور وہاں مجھکو کسي چیز سے اسقدر خوشي نہیں ہوئي ' جسقدر کہ اس مدرسہ کے علماء کي غیرت اور اخلاص کو دیکھہ کر خوشي ہوئي [ماقرت عیني بشيء في الهند ' کما قرت برؤية مدرسة دیوبند ' ولا سرت بشيء هناک ' کسرورها بمالاح لها من الغیرة والاخلاص في علماء هذه المدرسة] هندوستان کے مختلف شہروں میں میرے مسلمان بھائیوں نے اس مدرسہ کا مجھہ سے تذکرہ کیا تھا اور اکثر دنیا دار لوگ اس مدرسہ کے علماء کو جمود اور تعصب کے ساتھہ متہم کرتے تھے اور رغبت ظاہر کرتے تھے کہ اس مدرسہ کا نفع زیادہ عام ہونا چاہئے - الحمد للہ کہ میں نے اونکو اون تمام چیزوں سے بالا تر پایا جو بطور اُن کي تعریف یا تنقید کے میں نے سني تھیں ' اور مجھے اُمید ہے کہ میرا جو گمان اُن کي نسبت ہے ' وہ صحیح ثابت ہو ' کیونکہ منجملہ ان مسلمان علماء دین کے جنسے کہ میں واقف ہوا ہوں ' وہ ایسے ہیں جو " جمود " اور " غرور " سے سب سے زیادہ دور ہیں [وقد رأیتم ولله الحمد فوق جمیع ما سمعت عنهم من ثناء و انتقاد ' وارجو ان یصدق ظني فیهم بانهم من بعد جمیع من عرفت من علماء الاسلام الدینیین عن الجمود و الغرور] ...... میں اپنے سفر نامہ میں تفصیل کے ساتھہ اس کے معائنہ کا حال لکھونگا اور جو تقریریں وہاں کي گئیں اُن کو درج کرونگا اور خاصکر وہ تقریر جو مدرسہ کے ایک عالم نے مدرسہ کي تاریخ اور علم کي رفتار کے متعلق کي تھي ...... -

نوٹ — علامہ رشید رضا نے مدرسہ عالیہ دیوبند کے مشتہرہ جمود اور تعصف کے متعلق جو کچھہ سنا تھا ' وہ کوئي نئي بات نہ تھي ' اس قسم کي رائے ہمیشہ سني جاتي ہے - ان اہل الرائے حضرات کي خدمت میں بہ ادب التماس ہے کہ وہ بھي اگر اس قسم کي رائے قائم کرنے سے پہلے براہ راست مدرسہ سے واقفیت حاصل فرما لیا کریں ' تو عجب نہیں اُن کے قلب کو بھي وهي ٹھنڈک پہونچ سکے ' جو علامہ جمال الدین افغاني اور علامہ شیخ عبدہ مصري کے جانشین رشید کي آنکھوں کو پہنچي - والسلام

خاکسار انیس احمد بي - اے - (علیگ)
طالب علم مدرسۂ عالیہ دیوبند

از دفتر کانفرنس علي گڈھ

—*—

جناب من تسلیم - رسالہ اتالیق جو بطور رسالہ کانفرنس طبع ہوا ہے ' آپکي خدمت میں بھیجتا ہوں - اوسکے ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ خاص طور پر بچوں کے لیے تیار کیاگیا ہے - اصلي غرض یہ ہے کہ ایک سلسلہ اس قسم کے رسالوں کا ہو ' جس میں اسلام ' اسلام کے باني ' اور اسلام کے قابل یادگار حامیوں کے حالات اور اخلاق کے متعلق مضامین مختصر اور سہل طور پر لکھے جاویں - اور نیز اُنمیں اسلامي تاریخ کے خاص خاص حالات بطور قصوں کے لکھے جاویں - تاکہ اسلامي گھروں میں ابتدا سے وہ پڑھائے جائیں - اور بجائے اسکے کہ ہماري مائیں اور بہنیں اپنے بچوں اور چھوٹے بھائیوں سے چڑے اور چڑیا کہاني کہیں ' وہ باني اسلام اور قرون اول [اولی] کے مسلمانوں کے حالات اونکے کانوں میں ڈالیں - اور بجائے اسکے کہ ہماري مائیں بچوں کے لیے سونے کے سہرے کي دعائیں مانگیں - وہ ابتدا سے انکے متعلق اولو العزمانہ منصوبے قرار دیں ' اور بزرگان سلف کے نمونے اونسے پیدا کرنیکي خواہش کریں - رسالوں کا جو سلسلہ کانفرنس کي طرف سے طبع کرنا مقصود ہے ' اوسکا یہ پہلا رسالہ ہے -

مجھکو اُمید ہے کہ یہ مفید ثابت ہوگا - اب قوم کے اُن بزرگوں سے جو نہ صرف اهل قلم هیں ' بلکہ اسلامي اور اخلاقي مضامین پر بھي جنکو عبور ہے استدعا ہے کہ وہ اسپر توجہ کریں اور ان رسالونکي تکمیل میں مدد فرمائیں -

مولوي مخدوم عالم صاحب نے اس رسالہ کو نہایت توجہ اور قابلیت سے لکھا ہے اور اس رسالہ کے لیے جو انعام قرار پایا تھا - کمیٹي نے وہ انعام اونکو دیا ہے - آیندہ جو رسالے لکھے جاویں اور پسندہ ہوں اونکے لیے ہر ایک رسالے کے مطابق انعامات دیے جائینگے - رسالوں میں یہہ لحاظ رکھا جاوے کہ اوسکے مضامین اور طرز عبارت میں تدریجي ترقي ہو - میں اُمید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر بہت جلد ہماري قوم کے اهل قلم توجہ فرمائینگے - خاکسار آفتاب احمد

[الهلال] رسالے کے دیکھنے کي مہلت نہیں ملي ' مگر آپکے اس ارادے کا خیر مقدم کرتا ہوں - جزاکم الله ! میرا ایک عرصے سے یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کي موجودہ مذهبي تعلیم کبھي درست نہیں ہوسکتي جب تک ابتدا سے لیکر آخر تک انکے نصاب تعلیم کا مرکز قران نہو " اور جب تک تمام علوم اسي مرکز کے گرد جمع نہ کیے جائیں - ضرورت ہے کہ بچوں کي ابتدائي تعلیم کیلیے ایسے رسالے لکھے جائیں - جنمیں ہر مضمون قران سے ماخوذ ہو ' مگر اسطرح اخذ کیا جاے ' کہ محسوس نہو ' اور پڑھنے والے کے دلپر اندر هي اندر نقش کرجاے - اگر کانفرنس چاہے تو میں بغیر کسي معاوضے کے ایک دو رسالے مرتب کردیسکتا ہوں ' مدت سے اسکا نقشہ ذہن میں محفوظ ہے -

ناموران غزوۂ طرابلس

میدان جہاد سے

جنگ کے تازہ ترین کوائف کے متعلق ایک چٹھی

(از مقام عزیزیہ - ۱۶ - اگست)

ماہ رواں میں ادھر کوئی غیر معمولی جنگی حرکت وقوع میں نہیں آئی ' میں نے خیال کیا کہ اسلامی کیمپوں کا ایک دورہ کرکے تازہ حالات کا مشاهدہ کروں - چنانچہ ۴ - اگست کو (غریاں) سے روانہ ہوا ' اور آج یہانسے آپکو خط لکھہ رہا ہوں - میں نے جنزور فندق ابن عشیر اور عزیزیہ کی اسلامی چھاؤنیوں کو دیکھا ' اور الحمد للہ بالعموم ہر جگہہ امن و اطمینان اور کامل درجہ کا انتظام و اہتمام نظر آیا - ادھر جو کچھہ عرصے سے کسی عظیم الشان معرکے کی ' خبر نہیں آئی ' تو اسکا سبب اسلامی لشکر کا فرض جہاد سے تساہل نہیں ہے ' بلکہ تمام اتالین چھاؤنیوں نے جو ایک جدید طریقہ جنگ پر عمل در آمد شروع کردیا ہے - یعنے اپنی گڑھیوں اور استحکامات مشیّدہ میں موت کی خاموشی کے ساتھہ چھپے رہنا ' اور مجاهدین کے سخت سے سخت غیرت دلانے اور شرمانے پر بھی نہ نکلنا - اسکی وجہ سے ہمارے مجاهدین کی سیف خون آشام جہاد کو اپنے جوہر دکھلانے کا موقع ہی نہیں ملتا -

تاہم مجاهدین انکو اس حال میں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتے ' اتالین مخلوق کیلیے اب سرزمین طرابلس میں کسی طرح راحت اور چین نہیں - ہمیشہ مجاهدین کی چھوٹی چھوٹی لڑیاں معمولی بندوقیں کاندھوں پر رکھکر نکل جاتی ہیں ' اور بے خطر انکی گڑھیوں اور مورچوں کے سامنے جاکر انپر حملہ کرتی ہیں ' اور غیرت دلاتی ہیں کہ کسی طرح باہر نکلیں - آپ شدت تعجب سے شاید باور نہ کریں کہ شجاعت و عزیمت کے یہ الہی پیکر ایسے بیخوف و جانفروش ہیں کہ اکثر مرتبہ انکے مورچوں کے اندر گھس گئے ہیں اور انکے سامان و ذخیرے کو غارت کردیا ہے - کئی بار ایسا ہوا ہے کہ انکی نظروںکے سامنے بیسیوں لاشیں تڑپاکر اور انکے مفید و قیمتی حیوانات لیکر صاف نکل آئے ہیں ! دنیا مانے یا نہ مانے مگر میں اپنے مشاهدات کو کیا کروں ؟

کل کا تازہ ترین واقعہ ہے کہ میں نے تیس مجاهدوں کی ایک جماعت دیکھی جو اتالین مورچے سے فتحیاب آرہی تھی ' انکے ہاتھوں میں وہ قیمتی گیس کی مشعلیں تھیں جو اطالی اپنے یہاں استعمال کرتے ہیں اور کاندھوں پر انکی طرح طرح کی وردیاں اور کپڑے پڑے تھے اور چار تنومند گایوں اور ۹ - بکریوں کو اپنے آگے ہنکاتے ہوے لا رہے تھے - یہ تمام چیزیں انہوں نے ابھی ابھی اتالین چھاؤنی میں لوٹی تھیں ! !

ایک عظیم الشان امدادی قافلے کی روانگی

عالم اسلامی کیلیے ایک بہت بڑی خوش خبری یہ ہے کہ ایک عظیم الشان امدادی قافلہ (فزان) سے روانہ ہوا ہے ' جسمیں چار ہزار اونٹ لشکر مجاهدین کے لیے ذخیرۂ رسد اور آلات جنگ سے لدے ہوے ہیں ' اور اسکا ایک ابتدائی حصہ ۳۶ - اونٹوں کا ۴ - اگست کو (غریاں) پہنچ گیا - یہ وہ الہی انتظامات ہیں جنسے خدا اپنے مجاهدوں کی مدد فرمایا کرتا ہے -

ناصیۂ غیرت و حمیت

اٹھارہ برس کا ایک عثمانی مجاهد :

احمد حلمی بک

یہ قسطنطنیہ کے مدرسۂ حربیہ کا ایک سندیافتہ نوجوان ہے ' جو جزائر بحر سفید میں متعین تھا ' اٹلی کے اعلان حرب کے ساتھہ ہی غیرت و حمیت ملی سے بیقرار ہوگیا ' اور اپنی خدمات راہ جہاد کیلیے وقف کردیں - جزیرہ روڈس کے مدافعہ میں اسکے کارنامے نمایان تاریخ عثمانی میں یادگار رهینگے - اللهم انصر من نصر دین محمد و جعلنا منهم ' واخذل من خذل دین محمد ولاتجعلنا منهم !

اتالین جنگ مکر و خداع

قیمتی توپوں اور انکے آتشبار دہانوں سے تو اب غریب اٹلی

کارزار طرابلس

مایوس ہوگئی ہے ' اسلیے جتنی قوت ہے - صرف اندر بیٹھے بیٹھے مکر و فریب کی تدبیر بافیوں پر خرچ کی جاتی ہے - ابتداے جنگ سے طرح طرح کے پر فریب و کذب رسالے چھاپکر عربوں میں تقسیم کراتے ہیں ' اور طرح طرح کی روشنوں کی طمع دلا کر رام کرنا چاہتے ہیں ' مگر انکی تلوار روز بروز اور زیادہ مہلک ہو رہی ہے - حال میں جو نئے خطوط چھاپکر اطالیوں نے تقسیم کیے ہیں' انکی چند کاپیاں اس خط کے ساتھہ بھیجتا ہوں - اس سے آپ اندازہ کرسکیں گے کہ اب انکی جبن و نا مردی کہاں تک پہنچ گئی ہے ' اور عربوں کے استقامت و شجاعت سے مجبور و تنگ حال ہوکر کسی طرح ذلت و عاجزی کے ساتھہ انکے آگے گڑگڑا رہے ہیں ؟

ان خطوں سے اسکا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ علاوہ اور تمام رذائل انسانی کے جھوٹ بولنے میں بھی کیسے بے باک ہیں ' جبکہ تمام عالم اور دوست و دشمن اطالیوں کی ناکامی پر ہنس رہا ہے - یہ حیا فروش عربوں کو لکھتے ہیں کہ " ابتک ہم نے ہمیشہ فتح و نصرت پائی اور آئندہ بھی امید ہے کہ تمہارے دشمن ترکونسے تمہارا ملک خالی کردینگے "

ان احمقوں نے سمجھہ لیا ہے کہ عرب بالکل وحشی ہیں اور انہیں دنیا کی کچھہ خبر نہیں چنانچہ ان چٹھیوں میں لکھا ہے کہ ہم نے طرابلس سے باہر بھی ترکوں کو ہر جگہہ شکست دی ' انکے ملک چھین لیے ' عنقریب ترکی حکومت کا خاتمہ ہو جاے گا ! [کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا - الہلال] - (نامہ نگار خصوصی العلم)

ساحل برقہ اور سیدی عبد الجلیل

میں بھی پچھلے دنوں دو سخت معرکے ہوے ' جسکی خبر اٹلی نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق پوشیدہ رکھی - اخبار (الزهر) کا نامہ نگار تار دیتا ہے کہ "ساحل برقہ میں مجاهدین عرب نے حملہ کرکے دشمنوں کو پھر جنگی جہازوں میں محصور کردیا ' ۲۵۰ لاشیں انہوں نے میدان میں چھوڑیں اور ہمارے صرف ۵۱ - شہید اور ۹ مجروح ہوے - مال غنیمت میں ۳۰۰ بندوق ۹۰۰۰ گولیاں ' اور دو اونٹ کپڑونسے لدے ہوے ہاتھہ آے اسکے بعد (سیدی عبد الجلیل) میں مقابلہ ہوا ' الحمد للہ اب فتح و نصرت کے ساتھہ اس پر عثمانی جھنڈا لہرا رہا ہے - اس مقابلے میں بھی ۱۵۰ - بندوقیں اور نصف ملین کے قریب گولیاں ہاتھہ آئیں -

زوارہ ' ابو کماش ' اور سیدی سعید میں انشاء اللہ ۱۰ - یا ۱۵ رمضان کو ایک فیصلہ کن متفقہ حملہ تمام اسلامی چھاؤنیوں سے کیا جاے گا ' جسکے انتظامات ہو رہے ہیں -

ریوٹر کی روایات

میں اس ہفتے (علاوہ روما کی مکذوبات و مفتریات کے) مسئلۂ صلح کی مضطرب خبریں تھیں - جنکی یکے بعد دیگرے تصدیق و تغلیط ہوتی رہی اور سلسلہ جاری ہے - جب کبھی صلح کے خلاف کوئی خبر شائع ہوتی ہے' تو روما سے فوراً اسکی تغلیط کی جاتی ہے ' اور قرار صلح پر زور دیا جاتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشاعت اخبار صلح بھی ایک سخت پر فریب مصلحت پر مبنی ہے' تاہم اسقدر ضرور صحیح ہے کہ موجودہ وزارت عثمانی صلح کی قرار داد میں نیم سرکاری طور پر کچھہ شرکت ضرور رکھتی ہے - اور اگر خدا نخواستہ اس نے حفظ طرابلس کے خلاف کسی قرار داد کو منظور کرلیا ' تو یہ سب سے بڑی اسلامی مصیبت ہوگی ' جو دولت عثمانیہ خود اپنے ہاتھوں فتح و کامیابی کے بعد مول لے گی - اللہ تعالے دولت و وزارت کے ولات امور کو نیک توفیق عطا فرماے -

حضرة شیخ سنوسی کا ورود

—:—

۷ - ستمبر کو (سیوہ) سے شیخ (علی بک فہمی کامل) مالک اللوا کے نام انکے نامہ نگار خصوصی کا تار پہنچا ہے کہ :

" شیخ سنوسی الکبیر اپنی فوج جرار کے ساتھہ جربوب پہنچ گئے - اور میدان جہاد کی طرف متوجہ ہوے - استقبال کا منظر نہایت عظیم الشان تھا - تفصیلی حالات خط میں جاتے ہیں "

مصراطہ

کی نسبت اواخر جولائی میں روما سے خبر دی گئی تھی کہ ایک سخت جنگ کے بعد ہم نے اسپر قبضہ کرلیا - لیکن اب تازہ عربی ڈاک سے اچھی طرح اسکی تکذیب ہوگئی ہے اور حالت بالکل بر عکس ہے - اخبار (الزهرہ) کا نامہ نگار خبر دیتا ہے کہ " مصراطہ میں ایک سخت و شدید جنگ کے بعد مجاهدین نے دشمنوں کو فرار پر مجبور کردیا ' ۵ - ہزار کے قریب انکے آدمی مقتول' اور ۴ سو مجروح ہوے - ہمارے صرف ساڑھے تین سو شہید ' اور ۵۰ - مجروح - مال غنیمت بکثرت ہاتھہ آیا - اب دشمن سے مصراطہ بالکل خالی ہوگیا ہے ' اور عثمانی حکومت قائم ہے "

RE-PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

عرق ما اللحم انگوری دو آتشہ

٥ قسم کے گوشت طیور اور انگور سیب و ناشپاتی وغیرہ سات قسم کے میوہ جات اور ایک سو دس ادویہ وجڑی بوٹیوں کا جوہر جنکی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے

(١) وہ جڑی بوٹیاں جو رگ پٹھوں میں طاقت بخشتی ہیں - اور اصل معاملے کے پورا کرنے کی خواہش پیدا کرتی ہیں - جیسے سیب وغیرہ -

(٢) وہ ادویہ شامل ہیں جو خراب شدہ مثانہ، تباہ شدہ معدہ، کمزور شدہ دماغ، صدمہ رسیدہ جگر، زائل شدہ قوت اور اسی قسم کے امراض کو فائدہ بخشنے میں مفید ثابت ہوتی ہیں -

(٣) وہ ادویہ شامل ہیں جن سے خون صالح بکثرت پیدا ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ لاغری، کمزوری پھوڑے جن کے استعمال کرنے سے دور ہوجاتی ہے - انسان فربہ اور موٹا تازہ ہوجاتا ہے -

(٤) ایسی نایاب ادویہ شامل کی گئی ہیں - جن سے کمزور پھیپھڑے مضبوط ہوتا ہے اور وہ بالطبع اور وہ لوگ جنکے خاندان میں تپ دق اور سل سے مرے ہوں اسکے استعمال سے تپ دق، سل اور چھاتی سے خون آنے سے محفوظ رہتے ہیں - تپ دق نابود اور سینہ سے خون آنا بند ہوجاتا ہے -

(٥) ایسی نایاب دوائیں بھی موجود ہیں جنکے استعمال سے وہ امراض جو ایام سرما میں سردی لگنے سے پیدا ہوتے ہیں - مثل نمونیا، ذات الجنب، ضیق النفس (دمہ)، کھانسی، نزلہ اور زکام دور ہوجاتے ہیں اور اگر کثرت دمہ یا کھانسی سے بلغم نکلتا ہو تو اسے آزماؤ -

(٦) وہ اجزا شامل ہیں جو پژمردہ دل اور سست خون کو چلاتے ہیں، روح کو تازگی بخشتی ہیں اور سب سے بڑھکر مقوی اعضاء رئیسہ ہیں - یہی وجہ ہے کہ اسکی دو خوراک کے پینے سے طبعیت میں سرور اور غم کافور ہوجاتا ہے - بزدل جوانمرد اور بوڑھا جوانوں کی طرح خم ٹھونکنے لگتا ہے -

(٧) اس میں وہ دوائیں بھی شامل ہیں جنسے وہ زائل شدہ قوتیں پھر عود کر آتی ہیں جو کثرت مسکرات سے زائل ہوگئی ہوں یہی باعث ہے کہ یہ عرق ماء اللحم عجیب الاثر مانا گیا ہے -

(٨) اس میں ایسی تریاقی ادویہ شامل ہیں کہ جو لوگ کثرت شراب سے جگر اور پٹھوں کو خراب کرکے رعشہ میں مبتلا ہو بیٹھے ہوں - اگر اسکو استعمال کریں تو مہلک بیماریوں سے بچ سکتے ہیں -

(٩) اگر آپ شراب اور افیون کو ترک کرنا چاہیں تو اس کے استعمال سے وہ بد عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں

الغرض یہ عرق مؤلد خون صالح اور مصفی خون غم ربا راحت افزا

خوش مزہ، خوش رنگ، خوشبودار قابل اسکے ہے کہ اسکو ایک دفعہ آزما کر فیصلہ کیا جائے کہ اس کو واقعی انگریزی ادویات پر فوقیت ہے یا نہیں۔ انگریزی ادویات کے مرکبات جس قدر اسوقت مروج ہیں ان میں مندرجہ ذیل نقص ہیں جو خالی از خوف و خطرہ نہیں - علاوہ اسکے بدمزہ ہوتے ہیں - اول اُن میں اکثر زہریلے اجزاء شامل ہیں جو کم و بیش خوراک ہوجانے سے ہلاکت پر نوبت پہنچاتے ہیں گویا بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور نیز ہماری طبائع کے اکثر موافق نہیں ہوتے - دوم اُن میں شراب کی طرح صرف اعضاء کو تحریک ہوتی ہے جب آنکو چھوڑ دیا جائے کچھ اثر باقی نہیں رہتا برخلاف اسکے یہ ماء اللحم مرض کو جڑ سے دور کرکے دوا چھوڑنے کے بعد فائدہ مستقل رہتا ہے اور غذا و دوا دونوں کا کام دیتا ہے

نیں بوتل ٦ روپیہ - ٦ بوتل گیارہ روپیہ درجن ٢٠ روپیہ

(١) نئے خریدار قیمت پہلے روانہ کریں وہلو پے ایبل روانہ نہ ہوگا -

(٢) تین بوتل سے کم باہر روانہ نہ ہوگا - (٣) بذریعہ ریل منگانے میں محصول کم لگیگا اسلئے قریب کے ریلوے سٹیشن اور لائن کا نام خوشخط لکھیں

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارساپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے انکو غروب کرنے کا آلہ (تارپیڈو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردی کردے اُس وقت اُسکو درست کرنا چاہو تو اس **جوہر عشبہ** کو استعمال کرو - یہ مرض کو تباہی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - **جوہر عشبہ** انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - **جوہر عشبہ کو میڈیکل افیسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے** خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - **جوہر عشبہ** تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے، پھنسیاں، دھبے وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کو دُور کرتا ہے - **جوہر عشبہ** خنازیر کے باعث جب زخم یا ناسور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر چھلکے اُترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سر بھاری ہو جاتا ہو یا جسم پر دھپڑ نکلتے ہوں، سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے بوجہ آمیزش شراب ایک تو مذہباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ وچوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے خیالات کو ملحوظ رکھہ کر سرد و ٹھنڈی جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھہ لو! { جب ہاتھہ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو - جب ہڈیاں پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھی کے بال کرنے لگیں - جب سر پر تمام کھرنڈ بننے سے گنج کی صورت بنجائے تو اسکو پلانے سے تمام شکائتیں دور ہو جاتی ہیں - برسوں کے زخم، ناسور، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں -

— * —

بڑی مستند شہادت { اس جوہر کے مؤثر، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں - اگرچہ یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہوجاتے - مگر **چوب چینی و عشبہ** کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا نباتی سرایت کرنے سے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب وہوا میں رہنے سے بھوک بند ہوجائے - درد عرق النسا ستائے تو اسے آزمایئے -

قیمت فیشیشی تین روپے

پتہ :-

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

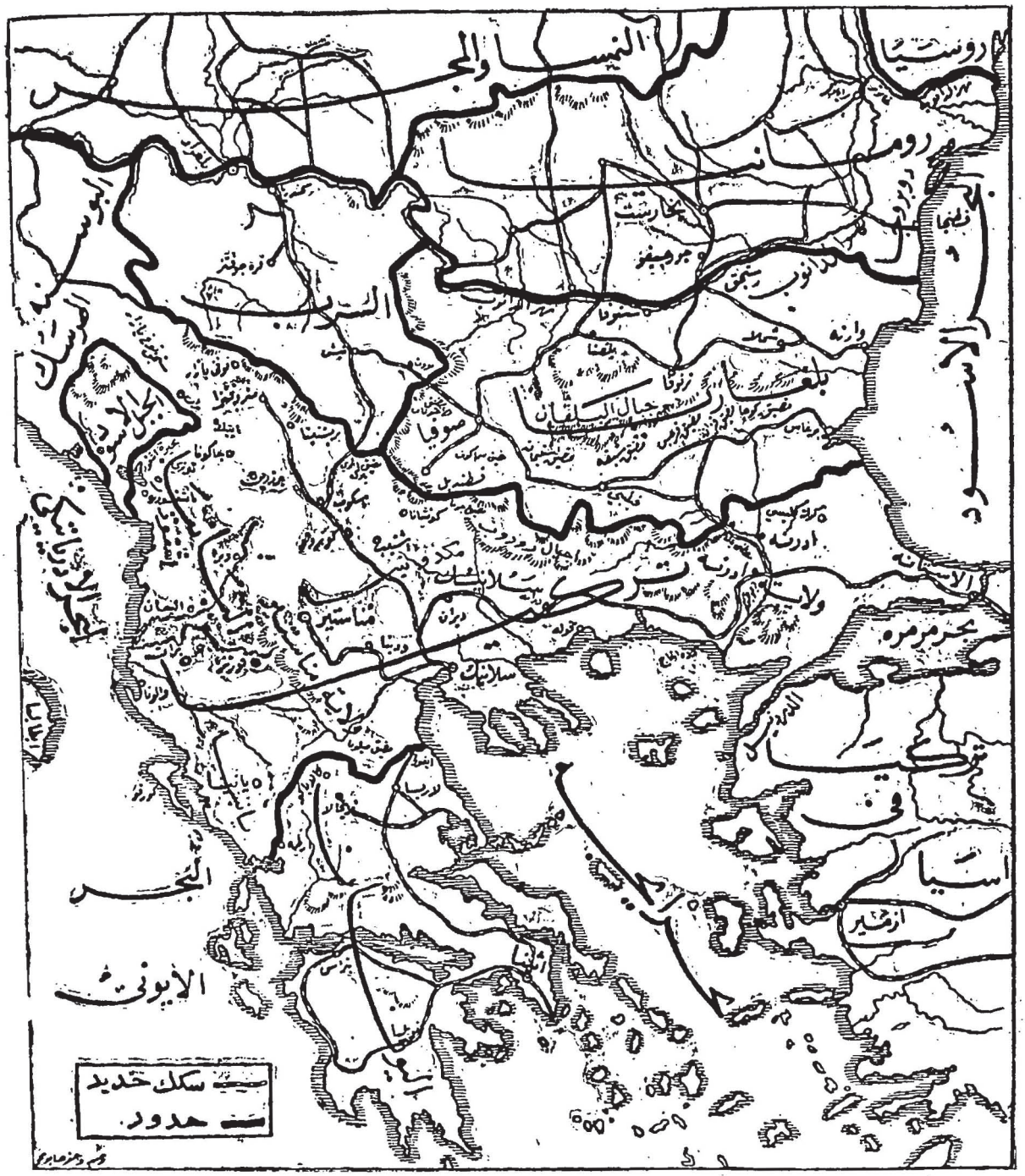

یوریین ترکي اور ریاست هاے بلقان

— * —

فرهنگ بعض الفاظ عربیه

— * —

(آستانه)	قسطنطینیه
(ادرنه)	ایڈریا نوپل
(بحر مرمرا)	مار مورا
(بحر ایجه)	ایجین سي (جس میں جزائر ساموس وغیره واقع هیں)
(نهر الدانوب)	دریاے ڈینیوب (جو کسي وقت ترکي روسي سرحد تها)
(النمسا والمجر)	آسٹریا هنگري
(البوسنه والهرسک)	بوسینیا ' هرزیگونیا
(الجبل الاسود)	مانٹي نیگرو
(ایثنیا)	ایتهنس دار الحکومت یونان
(سکک حدید)	یعنے ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنے وہ موٹي جدول ' جو ترکي حدود حکومت کو ریاست هاے بلقان و یونان سے علحده کرتي هے -

(یه نقشه قسطنطینیه کے مکتب حربیه کے جغرافیے سے طیار کیا گیا هے ' اور اصل نقشے کا بجنسه عکس هے)